THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, March 11, 2013
(91st Session)
Volume III, No. 14
(Nos. 01-17)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran……………...	1
2.	Leave of Absence…………………………….	2-3
3.	Points of Order	
	i) Death of President of Venezuela, Mr. Hugo Chavez.……………………………………	4
	ii) Tragic Incident of Badami Bagh…………	5-8
4.	Presentation of the Capital University Islamabad Bill, 2013 …………………………	9-12
5.	Discussion on the Adjournment Motion about the Tragic Incident of Badami Bagh ………..	13-48
6.	Point of order: A Level and O Level Students of Balochistan ………………………………..	49-53

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-III No. 14 — SP.III(14)/2013 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, March 11, 2013

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten minutes past five in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Sabir Ali Baloch) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ اِنَّا
عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ
اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ
الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ وَ يَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ
الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی۔ ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں پر زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے (مگر) انسان نے اسے اٹھالیا، وہ بڑا ہی ظالم جاہل ہے۔ (یہ اس لیے) کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں عورتوں اور مشرک مردوں عورتوں کو سزا دے اور مومن مردوں عورتوں کی توبہ قبول فرمائے، اور

اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔

(سورۃ احزاب آیات 70 تا 73)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب محمد اسحاق ڈار صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 7 اور 8 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: مفتی عبدالستار صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 11 اور 12 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا عبدالغفور حیدری صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 8 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سردار فتح محمد محمد حسنی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 11 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب فرحت اللہ بابر صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 21 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ملک محمد رفیق رجوانہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20 فروری تا 4 مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب مشاہداللہ خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 7 اور 8 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب عبدالحسیب خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 25, 22, 18, تا 28 فروری اور 8 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب الیاس احمد بلورصاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 11 تا 15 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ فرح عاقل صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 8 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ نسرین جلیل صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 7 تا 12 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: خواجہ کریم صاحب۔

Point of order

Death of President of Venezuela Mr. Hugo Chavez

سینیٹر کریم احمد خواجہ: شکریہ، جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے ایوان کی توجہ Venezuela کے President Hugo Chavez کی طرف مبذول کراتا ہوں جو کہ عوامی طاقت کا مظہر تھے اور انہوں نے Latin America کے عوام کے لیے اور جمہوریت کے لیے اقدامات کیے تھے اور ان کی کوششوں سے Latin American کے مختلف ممالک نے ایک اتحاد بنایا تھا۔ وہ Latin Americans کے ہیرو کے طور پر مانے جاتے ہیں۔ ان کے انتقال پر ہمیں بہت افسوس ہوا ہے۔ اس نے Venezuela کے لیے ایک ایسی معیشت کی کوشش کی جس سے غریبوں کو فائدہ ہو۔ وہ Latin America کے ہر دل عزیز لوگوں میں سے تھے جن کا انتقال ہو چکا ہے۔ Che Guevara کے بعد Hugo Chavez بہت popular آدمی تھے۔ ہمیں اس کی موت پر بہت افسوس ہوا۔ اس نے وہاں کے عوام کے لیے بہت کام کیے۔ Venezuela پر فوجی dictatorship نے قبضہ کیا تو وہ بڑی ہمت اور کوشش سے وہاں کے عوام کو سڑکوں پر لائے اور جمہوریت کے لیے کوشش کی۔ وہاں پر فوجی dictator کے خلاف انہوں نے جنگ کی جس کی وجہ سے Venezuela میں democracy برقرار رہی۔ وہ دو سال سے بیمار تھے اور کینسر کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوئی۔ Latin America پاکستان سے ہزاروں کلومیٹر دور ہے۔ Latin America نے دنیا میں بہت سے اچھے figures دیے ہیں۔ جس طرح ہمارے sub-continent میں شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید بے نظیر بھٹو تھے اسی طرح وہاں چی گویرا، فیڈل کاسترو اور چلی کے Hullender جس کو فوجی dictators نے مارا۔ اس کے بعد اس شخص نے بہت ہی inspiration ساری دنیا کے نوجوانوں کو دی ہے۔ میں اس ایوان سے request کروں گا کہ اس کی موت پر ایک منٹ ہمیں خاموشی اختیار کرنی چاہیے اور آپ ایوان سے پوچھ لیں۔ وہ sitting President بھی تھے اور Latin American کے popular آدمی تھے۔ Latin America کے ملکوں سے ہمیں یک جہتی اختیار کرنی چاہیے۔ Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، قائد ایوان صاحب! آپ نے ممبر صاحب کی request سنی ہے۔

Senator Muhammad Jahangir Bader (Leader of the House): Mr. Chairman, I fully support this proposition.

انہوں نے ٹھیک کہا کہ Hugo Chavez نے جمہوریت کے لیے بہت جدوجہد کی جو دنیا کی global democracy میں ایک بڑی علامت تھی۔ دنیا سے اسی طرح ہر شخص نے رخصت ہونا ہے۔ جو لوگ جمہوریت اور عوام الناس کے حقوق کے لیے جدوجہد کرتے ہیں ان کو خراج عقیدت پیش کیا جانا چاہیے۔ یہ پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا بھی فرض ہے کہ ہمیں ایسے کرنا چاہیے۔ میں ان کی proposition کی تائید کرتا ہوں اور اس بات کو support کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک منٹ کی خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی)

Point of Order

Tragic Incident of Badami Bagh

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. Sir, I am really grateful

کیونکہ میرا matter of extreme national importance ہے۔ یہ پاکستان کی سالمیت، پاکستان کی یکجہتی اور پاکستان کے future کی بات ہے۔ بادامی باغ لاہور میں ایک ایسا واقعہ ہوا ہے جس سے شرم آتی ہے۔ ہمارے پاکستان میں majority تو مسلم پاکستانی ہیں مگر ہمارے ساتھ Christian پاکستانی بھی ہیں، ہندو پاکستانی بھی ہیں، سکھ پاکستانی بھی ہیں، فارسی پاکستانی ہیں اور ہر پاکستانی کی equal citizenship ہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے یہ وعدہ کیا تھا کہ پاکستان میں جتنے بھی non Muslims پاکستانی ہوں گے وہ citizens of Pakistan ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا تھا۔

> "You are free to go to your Mosques, you are free to go to your churches and you are free to go to your Temples. From today you ceased to be Hindus or Muslims; from today you are Pakistanis and as a citizen of Pakistan you will enjoy equal rights".

چاہے کوئی بھی ہو، کہیں کا بھی رہنے والا ہو، میرا Christian بھائی ہو، میرا ہندو بھائی ہو، میرا مسلمان بھائی ہو، اس کا پورا حق ہے کہ اس کی life, honour and property کی protection ہو اور تحفظ ہو۔ Constitution میں اس کو یہ حق دیا گیا ہے the protection of life, honour and property of every citizen is the primary responsibility of the Government. مگر ہمارے beggars نے، ہماری چھوٹی سوچ رکھنے والوں نے اور ہمارے دہشت گردوں نے یا وہ لوگ جو پتا نہیں کون تھے جنہوں نے 175 گھروں اور دکانوں کو پہلے تو لوٹا، یہ وہ مسلمان ہیں جو غریبوں کو لوٹتے ہیں، پھر ان کے گھر جلائے۔ شرم سے ہمیں مر جانا چاہیے کہ ہم اپنے مذہب کو بھول گئے ہیں جو کہتا ہے کہ ہر ایک کی حفاظت ہمارا فرض ہے، ہمارا اسلامی فرض ہے، ہمارا constitutional فرض ہے اور ہمارے قائد جس نے یہ پاکستان بنایا اس کی ہدایت ہے۔ دنیا کے civilized behaviour میں، all norms of human behaviour میں اور شرافت میں یہ چیز آتی ہے کہ اس قسم کی چیز نہیں ہونی چاہیے۔

Mr. Acting Chairman: Col. *sahib*, I am sorry for the interruption. Actually
میرے پاس ریکارڈ میں نہیں ہے مگر لغاری صاحب نے adjournment motion on this issue move کی ہے۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب! میں نے بھی move کی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا، اس کو Leader of the House اگر oppose کریں یا جو بھی کریں گے، اس پر پھر ایک general discussion ہو جائے گی۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب! میں نے بھی move کی ہے اور اس کے اوپر تو پوری debate چاہیے مگر میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ پولیس کیا کر رہی تھی؟ پاکستان کی intelligence کیا کر رہی تھی؟ Provincial Government کیا کر رہی تھی؟ ابھی بھی کیا relief دے رہے ہیں، کیا rehabilitation ہو رہی ہے، کیا ان کی reconstruction ہو رہی ہے؟ کیا ان کو بھی deaths' cheques دیے جائیں گے جیسے کوئٹہ والوں کو دیے ہیں جو کہ

bounce back ہو گئے ہیں؟ یا ان کو بھی عباس ٹاؤن کی طرح اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ جناب! خدا کے لیے کچھ خیال کریں، یہ پاکستانی ہیں۔ پاکستانیوں کے ساتھ یہ ظلم ہو رہے ہیں۔ ہمیں ان کو اچھا treat کرنا چاہیے۔ یہ land grabbers ہیں۔ یہ لوگ industrial area میں رہتے ہیں۔ ان کی land کو خالی کرایا گیا ہے اور متحدہ قومی موومنٹ یہ demand کرتی ہے کہ اسی جگہ پر جہاں وہ رہتے تھے، جہاں ان کے گھر جلائے گئے ہیں، ان کے گھر بنائے جائیں، انہیں alternative جگہ پر displace نہ کیا جائے۔ یہ industrial area کی زمین ہے اور بہت قیمتی زمین ہے۔ یہ فعل کسی land grabber نے کیا ہے۔ یہ ظلم پاکستانی عیسائیوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ میں تو صرف اس پر افسوس کر سکتا ہوں۔ یہ پنجاب گورنمنٹ ہو یا بلوچستان گورنمنٹ ہو یا سندھ گورنمنٹ ہو، میں کسی کو blame game میں نہیں لا رہا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ حفاظت کرو اور خدا کے لیے پاکستانی کو پاکستانی سمجھو، چاہے وہ کسی فرقے یا مذہب کا ہو وہ پاکستانی ہے اور پاکستان کے جھنڈے میں سفید رنگ کیا ہے؟ وہ ہمارے عیسائی بھائیوں اور ہندو بھائیوں کے لیے ہے۔ ہمیں اب جاگنا پڑے گا ورنہ یہ ایسی آگ کی لہر ہے جو ہر گھر میں پہنچ جائے گی۔ آج وہ، کل ہم، اگر ہم اس پر سوچنا شروع کریں گے تو پھر ہمیں سمجھ آجائے گی کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ جناب! اس کے احتجاج اور disgust میں کہ یہ سب کچھ ہمارے بھائیوں کے ساتھ ہوا ہے، میں متحدہ قومی موومنٹ کے behalf پر token walkout کرتا ہوں۔

(اس موقع پر سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی نے ایوان سے token walkout کیا)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی محسن لغاری صاحب۔

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! میں تو اس چیز کا انتظار کر رہا تھا کہ جب وہ motion آگئی تو ہم ایک طریقے کے ساتھ چلیں گے۔ میں ابھی صبر کرنے کے لیے تیار ہوں اور میں اس adjournment motion پر بات کروں گا۔

جناب! یہاں پر ایک point of order raise کیا گیا تھا جس کے ذریعے ہم نے Hugo Chavez کے اوپر بات کی تھی۔ میری تجویز ہے کہ ہم اس بارے میں یہاں سے ایک resolution Foreign Office and حکومت پاکستان کو بھیجیں۔ میری نظر سے پاکستان کی طرف سے کی گئی condolence نہیں گزری۔ خواجہ صاحب نے ایک valid point اٹھایا ہے کہ Hugo Chavez نے اپنے ملک کو ایک popular leader کی حیثیت سے lead کیا اور آج ہمیں ایسے لیڈروں کا فقدان

نظر آتا ہے۔ میں نے جب ٹی وی پر ان کی seven days' mourning دیکھی جسے مزید سات دن کے لیے بڑھا دیا گیا ہے کیوں کہ لوگوں کی ان کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی۔ President, Prime Minister, Government of Pakistan and Foreign Office کی طرف سے کوئی condolence نہیں کی گئی، کم از کم میری نظر سے ایسا کوئی condolence message نہیں گزرا۔ جیسے خواجہ صاحب نے یہ point اٹھایا اور یہاں discuss ہوا اس کو formalize کرنے کے لیے یہاں سے ایک request بھیجنی چاہیے کہ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ اس پر ہمیں انہیں condolence message بھیجنا چاہیے۔

جناب! اس کے علاوہ میں آج کے Orders of the Day کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ ہر چیز کو اصول اور قاعدے کے مطابق آگے لے کر چلوں۔ میں نے اور سینیٹر حاصل بزنجو صاحب نے ایک resolution جمع کروائی تھی within the required time period جس میں ہم نے گزارش کی تھی کہ ایک نیا مجوزہ صوبہ بنانے جا رہے ہیں تو جن علاقوں کے بارے میں یہ فیصلے کیے جا رہے ہیں ان علاقے کے لوگوں سے ان کی منشا پوچھ لی جائے خصوصاً ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے لوگوں کی۔ اس resolution کو اس لیے reject کر دیا within due time کہ اس پر ایک constitutional amendment آنی ہے تو آپ اس constitutional amendment کے وقت اس پر بات کر لینا۔ جب وہ constitutional amendment آئی تو متعلقہ clause پر discussion بھی نہیں ہوئی، ہم نے ایک unique سا کام کیا جو میرے خیال میں آج تک دنیا میں نہیں ہوا ہو گا کہ constitutional amendment پر بغیر clause by clause debate کیے اس کو پاس کر لیا۔ چلیں میں اس پر صبر کر کے بیٹھ گیا، اس کے بعد میں نے ایک اور resolution جمع کروائی، جس کے لیے سات دن کا نوٹس درکار ہوتا ہے، اسے آج تیرہ دن گزر گئے ہیں۔ میں نے سیکرٹریٹ میں resolution جمع کروائی تھی کہ جس طرح الیکشن کے متعلق ساری دنیا بات کر رہی ہے، اس میں Chief Election Commissioner of Pakistan کی یاد دہانی کے لیے کہ ان کی ذمہ داریوں میں Article 140 A(2) کے مطابق Local Government کے election کروانا بھی ان کی ذمہ داری ہے، ہم نے صرف اس کی نشان دہی کی تھی اور اسی طرح آئین کے Article 218 and 219 میں جہاں پر Election Commission کی ذمہ داریوں کا تعین ہے، وہاں پر Election Commission جو کام کرے گا، اس کی نشان دہی کی گئی ہے، اس میں بھی Election

Commission کے ذمے یہ کام لگایا گیا ہے کہ وہ Local Government کے الیکشن کروائے گا۔ اب تیرہ دن گزرنے کے باوجود جب میں نے آج Orders of the Day دیکھا تو اس پر مجھے پھر resolution نظر نہیں آئی۔ میری یہ گزارش تھی کہ کس طریقے سے، بجائے point of order پر شور مچانے کے اپنے business کو Orders of the Day میں شامل کروا سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین صاحب! اب آپ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے کیسے آگے proceed کرنا ہے۔ ہم نے time and again فیصلہ کیا کہ we will go as per Orders of the Day and points of order آخر میں لیے جائیں گے اور point of order پر بیس منٹ سے بات ہو رہی ہے there are adjournment motions which are already on record. میرا خیال ہے کہ پہلے کچھ business کر لیں۔ The only item which you can take before the legislative business that is privilege motion. If there is any privilege motion with you, it is fine لیکن نہیں تو let's move ahead ورنہ یہ سارا کام رہ جائے گا۔ پھر اس کے آٹھ دن کے بعد باری آئے گی اور اجلاس prorogue ہو چکا ہو گا اور کچھ بھی نہیں ہو سکے گا اور یہ business ادھر کا ادھر ہی رہ جائے گا۔

Mr. Acting Chairman: Right, I agree with you. Yes, Haji Muhammad Adeel *sahib*.

Presentation of the Capital University Islamabad Bill, 2013

Senator Haji Mohammad Adeel: Thank you. Sir, I beg to move that the Bill to provide for the establishment of the Capital University Islamabad [The Capital University Islamabad Bill, 2013], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Acting Chairman: Is it being opposed?

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! اس پر میری گزارش ہے کہ ہماری جو tradition چل رہی ہے اور ایک precedent طے ہو چکا ہے کہ Bills کمیٹی میں جاتے ہیں تا کہ ان کی کچھ نوک پلک

ٹھیک ہو جائے۔ اب دن تھوڑے ہیں، آپ اس کے لیے time line دے دیں اور اس کو دو دن کے لیے کمیٹی میں بھیج دیں that would be more appropriate اور میں نے کوئی دس آوازیں oppose کرنے والی سنی ہیں، یہ ادھر کمیٹی میں جا کر اپنا point of view دے دیں۔ وہاں پر جو بھی فیصلہ ہو گا اس پر کمیٹی کی رپورٹ آجائے گی۔ اس پر کسی کو اعتراض بھی نہیں ہونا چاہیے۔ میں اسے oppose نہیں کر رہا بلکہ کہہ رہا ہوں کہ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں and let the voices you heard, opposing it, go to the Committee and give their views. ہو سکتا ہے حاجی صاحب کوئی ترمیم مان ہی جائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: یہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں لیکن عملی مشکل یہ ہے کہ یہ بل قومی اسمبلی سے پاس ہو کر آیا ہے اور قومی اسمبلی کے کوئی پانچ، چھ دن رہ گئے ہیں۔ اگر اس میں کوئی ترمیم آگئی تو پھر اسے دوبارہ قومی اسمبلی میں جانا پڑے گا اور وہاں قومی اسمبلی نہیں ہو گی اور یہ بل رہ جائے گا۔ آپ اس کو کمیٹی میں اس شرط پر بھیجیں کہ یہ دو دن میں کمیٹی سے واپس آجائے اور براہ مہربانی اس میں کوئی ترمیم نہ کی جائے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: حاجی صاحب یہ چیئرمان بھی رہے ہیں کہ اسے کمیٹی کو بھیج دیں، یہ اصول کو follow کرنے کے لیے تیار ہیں اور ساتھ ہی کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی ترمیم بھی نہ کرے۔ کیا کمیٹی نے اس کو سونگھنا ہے یا اسے خوشبو لگا کر واپس بھیجنا ہے۔ بہر حال جناب! دو دن اس کے لیے دے دیں۔ It is the shortest time which this House has been giving to a Committee i.e., two days. پہلے ایک ہفتہ ہوتا تھا، چلیں آپ دو دن دے دیں۔ حاجی صاحب، آپ اسے قبول کریں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: بالکل قبول ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈار صاحب، در اصل پہلے بات اور تھی اب حاجی صاحب مان گئے ہیں، حاجی صاحب پچھلے دو گھنٹے سے میرے پاس ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اس کو آج ہی پاس کرنا ہے۔ on the other hand

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! یہ معاملہ اور بھی serious ہے، میں پھر کہوں گا کہ دو ہفتے دیں۔ یہ تو پھر آپ اور حاجی صاحب کے درمیان مک مکا ہوا ہے۔ You are forced to do business.

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں وہ میں بات نہیں کر رہا۔ میں آپ کو اصل بات بتا رہا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ کچھ لوگ تھے انہوں نے کہا کہ نہیں، اس کو کمیٹی میں بھیجیں گے۔ میں نے کہا کہ چلو sense of the House دیکھ لیتے ہیں۔ اب چونکہ حاجی صاحب جو mover ہیں وہ مان گئے ہیں، اس کو defer کرتے ہیں for two days دو دن کے لیے کمیٹی کو بھیج دیتے ہیں۔ It is referred to the Standing Committee for two days.

Senator Haji Mohammad Adeel: I again request that I want to move the Bill to establish Pakistan Psychological Council [The Pakistan Psychological Council Bill, 2013], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! oppose کی تو آپ نے آوازیں سنیں، same principle اپنا کر اس کو بھی کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جو بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: نہیں، اگر آپ refer کر رہے ہیں تو پھر کمیٹی میں جا کر بات کریں، یہ بہتر ہو گا کمیٹی میں اپنے views بتا دیں۔ جو ساتھی oppose کرنا چاہتے ہیں they should go to the Committee and give their views in the Committee. That will be better. آپ اس وقت میں دوسرا business کر لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ It is referred to the Standing Committee. دو دن کے لیے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ٹھیک ہے۔ آپ ویسے ہمیں بتا تو دیں کہ ان کے ساتھ کس حد تک مک مکا کر کے آئے تھے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: آپ نے دو گھنٹے بتا دیے اور ڈار صاحب معاف نہیں کر رہے۔ جناب چیئرمین! اس کی بھی وضاحت ہونی چاہیے کہ دو دن کمیٹی کے پاس ہوں گے تو یہ بل تیسرے دن یہاں پر آنا چاہیئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب کمیٹی کو refer ہو گیا ہے اگر آپ کی کوئی reservations ہیں، آپ کمیٹی کے سامنے جائیں۔ دو دن کی بجائے تین دن لگا لیں۔

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! میں business submit کرتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ طریقے کے ساتھ چلوں بجائے اس کے کہ point of order پر اٹھ کر، I just make a point.

جناب قائم مقام چیئرمین: لغاری صاحب آپ مہربانی کریں، we will discuss in the Chamber today.

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: تیرہ دن ہو گئے، سات دن کا نوٹس ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ تشریف لے آئیں، وہاں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں تجویز کرتا ہوں کہ ایک منٹ کے لیے خاموشی ہو جائے۔ کم از کم آپ کی باتوں سے ایک منٹ کے لیے نجات ہو جائے گی۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! اس طرح کریں کہ Leader of the House یا Chief Whip سے کہیں کہ Foreign Office سے بات کریں اور پتا کرلیں کہ status کیا ہے۔ یہ نہ ہو کہ ہم vacuum میں بات کر رہے ہوں، ایک normal diplomatic courtesy میں تو افسوس چلا جاتا ہے اور جا چکا ہوگا 99% جا چکا ہوگا، unless diplomatic relations do not allow کہ such condolence is to be conveyed یہ ہمیں status بتائیں، Chief Whip *sahib* or Leader of the House بات کر لیں، اگلے پانچ دس منٹ میں status لے آئیں۔ اس کے بعد ہم فیصلہ کر لیں گے کہ کیا کرنا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Leader of the Opposition نے کہا کہ چونکہ اس کا تعلق ہماری foreign policy سے ہے۔ بہتر یہ ہے کہ Chief Whip صاحب آپ پتا کر لیں۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ (چیف وہپ): جناب والا! چونکہ اب وقت زیادہ ہو گیا ہے۔ اگر ہم کل کے اجلاس میں دیکھ لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: لیکن بہتر ہے کہ get the advice from Foreign Office اس کے لیے دو adjournment motions آئے ہیں، لغاری صاحب آپ move کریں۔

Senator Muhammad Mohsin Khan Leghari: I move that the proceeding of the House be adjourned to discuss the tragic incident of Badami Bagh.

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی صاحب تشریف رکھیں۔ آپ ذمہ دار شخص ہیں، اس کا تعلق پاکستان کی خارجہ پالیسی سے ہے۔ یہ ٹائم کی بات نہیں ہے، آپ نے کہا کہ خاموشی اختیار کر لو، ایک مرتبہ تو خاموشی ہو گئی۔ اب کتنی خاموشی اختیار کریں۔ جی آپ motion move کریں۔

Discussion on the Adjournment Motion About the Tragic Incident of Badami Bagh

Senator Muhammad Mohsin Khan Leghari: I move that the proceeding of the House be adjourned to discuss the tragic incident of Badami Bagh.

Mr. Acting Chairman: Adjournment motion is admitted for discussion.

آپ شروع کریں۔ سعید غنی صاحب نے بھی اسی سلسلے میں motion دیا تھا وہ ہم نے اس میں club کر دیا ہے۔

Senator Muhammad Mohsin Khan Leghari: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Yesterday, afternoon I had an opportunity to go to the site of the tragic incident in Badami Bagh.

سب سے نرم لفظوں میں، میں جو بات کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ میرا سر ندامت سے جھک گیا اور شرم سے پانی پانی ہونے والی کیفیت کل میرے اوپر گزری، سنتے تو ہمیشہ تھے لیکن کل میرے اوپر گزری۔ بادامی باغ میں غریب دیہاڑی دار، کام کرنے والے عیسائی minority کے ہمارے پاکستانی بھائیوں کے

گھروں کو آگ لگا دی گئی۔ آگ لگانے سے پہلے، اس کی جو بنیاد بنی، جو میں نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ دو دوست آپس میں بیٹھے شراب نوشی کر رہے تھے اور نشے کی حالت میں کسی کو نہیں پتا کہ کیا بات ہوئی، ان میں سے ایک نے اٹھ کر، اپنے دوسرے دوست عیسائی پر یہ الزام لگایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے، اس سے یہ بات بڑھتی گئی۔ اس کے بعد وہاں علاقے کے SHO نے آ کر Christian community سے کہا کہ آپ لوگ اپنی جگہ چھوڑ کر چلے جائیں۔ ہم آپ کے گھروں کو تحفظ دیں گے۔ جب community وہاں سے نکل کر دوسری جگہ پر گئی تو ایک منظم طریقے کے ساتھ ان کے گھروں کو لوٹ لیا گیا اور پھر ان کو آگ لگا دی گئی۔ یہ سب کچھ رحمت العالمین ﷺ کے نام پر ہوا۔ ہمارے پیغمبر ﷺ رسول المسلمین نہیں، رحمت العالمین ہیں۔ ہم نے دنیا کو کیا پیغام دیا کہ ہمارے پیغمبر ﷺ جو امن اور محبت کا پیغام لے کر آئے، جن کی وجہ سے دنیا میں اسلام پھیلا۔ امن اور بھائی چارے کے پیغام کی وجہ سے اسلام پھیلا۔ جب میں نے تھوڑی سی کوشش کی کہ اس پر research کروں تو بڑی مزے دار باتیں سامنے آئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک معاہدہ ہے، اس علاقے کے لوگوں کے ساتھ جہاں پر غیر مسلم آباد تھے، جہاں پر عیسائی آبادی تھی، ان کے معاہدے میں سے ایک شق آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

> ''ان کی خانقاہیں اور گرجے منہدم نہ کیے جائیں اور نہ ہی کوئی ایسا قصر گرایا جائے جس میں وہ ضرورت کے وقت دشمنوں کے مقابلے میں قلعہ بند ہوتے ہیں، ناقوس اور گھنٹیاں بجانے کی ممانعت نہیں ہوگی، تہوار کے مواقع پر صلیب نکالنے سے نہ روکا جائے گا۔''

جناب والا! یہ ہم نے خلفائے راشدین کے معاہدے اپنی minorities کے ساتھ دیکھے ہیں۔ جناب والا! ہم جب حدیث کی کتابوں میں دیکھتے ہیں تو حدیث کی کتابیں پڑوسی کے حقوق پر بھری پڑی ہیں۔ چند جو میری نظر سے گزری ہیں، اللہ تعالیٰ کمی و بیشی معاف فرمائے کیونکہ ترجمہ میں کمی رہ جاتی ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے۔

> اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، آپ سے پوچھا گیا اللہ کے رسول کون؟ آپ کس کی بابت یہ فرما رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو،
> ایک اور حدیث جو میری نظروں سے گزری: جس کا مفہوم ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جبریل علیہ السلام پڑوسی کے بارے میں مجھے بار بار تلقین کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ یقیناً اسے وراثت میں بھی حصہ دے دیں گے۔ اللہ کا حکم یہ آئے گا پڑوسی کے حقوق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی تلقین کی گئی انہوں نے فرمایا کہ شاید وراثت میں بھی ان کو حصہ مل جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے بہترین پڑوسی وہ ہے جس کے ہاں اپنے پڑوسی سے بہتر کوئی نہ ہو، جس کے شر سے تم محفوظ ہو۔

ان مثالوں سے احادیث بھری پڑی ہیں۔ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ جناب والا! بڑی لمبی لسٹ ہے جس میں پڑوسی کے حقوق اور ان لوگوں کے جو غیر مسلم ہیں اور اسلامی مملکت میں رہتے ہیں۔ جناب والا! جب میں وہاں پر گیا تو وہاں پر دو Churches کو بھی آگ لگائی ہوئی تھی۔ مقدس کتاب بائبل کو بھی آگ لگائی ہوئی تھی۔ مجھے فوراً خیال آیا کہ جب ہم چھوٹے ہوتے تھے اور ایمان مفصل اور ایمان مجمل پڑھا کرتے تھے تو جو تفصیلاً ایمان ہے، اس میں میرے ایمان کا حصہ ہے کہ میں اللہ کی نازل کی ہوئی تمام کتابوں پر ایمان لاؤں۔ جس طرح میرے لیے لازم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے پیغمبر، آخرت کے دن پر اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر یقین رکھوں اسی طرح میرے لیے وہ کتاب بھی مقدس ہے۔ اس کتاب کو میں نے دیکھا کہ اس کی بے حرمتی کی گئی تھی، اس کو جلایا گیا تھا۔ گرجا گھروں کو جو کہ ہماری مسیحی بھائیوں کی عبادت گاہیں ہیں، ان کو بھی جلا دیا گیا تھا۔ یہ ساری باتیں ہم دیکھ رہے ہیں اور gradually ہم اپنے ملک میں decay of state دیکھ رہے ہیں state کی writ کا decay ہے۔ آہستہ آہستہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمام ریاست کے ادارے اپنی اپنی significance کھوتے جا رہے ہیں۔ اپنا اپنا رول ادا کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔ بادامی باغ والے incident سے اگر ہم پیچھے چلیں تو اسی طرح کا ایک incident کراچی میں ہوا، اس سے کچھ پہلے کوئٹہ میں ہوا، بلور صاحب کا غم ابھی تک ہمارے دلوں سے نہیں گیا، ان کے ساتھ پشاور میں جو کچھ ہوا، یہ سب چیزیں تسلسل میں ہو رہی ہیں اور ہر جگہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ریاست کی ناکامی بڑی واضح ہو کر سامنے آ رہی ہے۔ ریاست ناکام ہو رہی ہے۔ ریاست اپنے لوگوں کو بنیادی حق دینے سے قاصر ہے۔ کسی بھی ریاست کا بنیادی فرض، اس کی ذمہ داری لوگوں کے جان و مال کی حفاظت ہے۔ جو ریاست یہ نہیں کر سکتی اس کو ریاست کہنا زیادتی والی بات ہو گی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ

بارہا ایسے حادثات ہوتے ہیں، ہم ان کے بارے میں بات کرتے ہیں، اخباروں میں ان کے بارے میں لکھا جاتا ہے، talk shows ہوتے ہیں، ابھی ایک discussion ختم نہیں ہوئی ہوتی، ایک نیا واقعہ پیش آ جاتا ہے جس سے ہمیں ریاست کی ناکامی کے واضح ثبوت مزید واضح ہو کر سامنے آ جاتے ہیں۔

پنجاب حکومت، کیونکہ یہ معاملہ پنجاب میں ہوا ہے اور بنیادی ذمہ داری حکومت پنجاب کی تھی کہ ان کو سیکورٹی فراہم کرتی۔ کل جب میں وہاں پر گیا تو مجھے یہی بتایا گیا کہ وہاں کے مقامی SHO نے لوگوں کو یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ اپنے گھر چھوڑ کر چلے جائیں، ان کی حفاظت کی جائے گی۔ پنجاب حکومت نے اس security failure پر concerned officers کی باز پرس کی اور ان سے enquiry بھی کر رہے ہیں۔ کل رات تقریباً بارہ بجے کے قریب میں نے دیکھا کہ حکومت پنجاب کی طرف سے متاثرین کو cheques کی تقسیم شروع ہو گئی، وہ جگہ جہاں پر وہ رہتے تھے وہاں ان کے لیے دوبارہ گھروں کی reconstruction کا کام شروع ہو گیا۔ جناب والا! یہ تو عمل ہونے کے بعد کا کام ہے۔ اصل ذمہ داری ہماری سیکورٹی ایجنسیوں کی بھی نہیں ہے۔ یہ security agencies کا کام نہیں ہے، یہ باہر سے دہشت گردی نہیں ہے، یہ مقامی پولیس کا failure ہے جس نے سیکورٹی نہیں دی۔ ان کے ساتھ ایسا سلوک ہونا چاہیے، ان کے ساتھ ایسی مثال قائم کریں کہ تمام باقی پولیس افسران اس چیز کو اپنا فرض سمجھیں کہ انہوں نے اپنے علاقے میں لوگوں کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ پولیس کا کام یہ نہیں ہے کہ لوگوں کو inform کرے، میں تو حیران ہوتا ہوں ہمارے وزیر داخلہ صاحب بھی بار بار inform کر دیتے ہیں کہ ہم نے بتا دیا تھا یہ ہو گا۔ نہیں جناب! law enforcement agencies کا کام تحفظ فراہم کرنا ہے۔ مقامی ایس ایچ او صاحب کا کام یہ نہیں تھا کہ آ کر لوگوں کو بتائیں کہ تمہارے ساتھ یہ ہونے والا ہے، تم باہر نکل جاؤ، پھر ان کی نگرانی میں لوٹ کھسوٹ ہو۔

جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس قسم کے incidents ہم بار بار دیکھ رہے ہیں، یہ پہلا نہیں ہے جہاں پر ہم نے minority کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ ہم نے دیکھا کہ ہمارے ملک میں پہلے ہم نے احمدیوں کو ٹارگٹ کیا، ہم سب چپ کر کے بیٹھے رہے کہ یہ احمدیوں کا مسئلہ ہے۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ ہزارہ برادری کے ساتھ ہوتا رہا، ہم نے کہا یہ کسی اور کا مسئلہ ہے۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ کراچی میں ہوا، ہم نے سوچا کسی اور کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! ہم کب تک اس سے آنکھیں چراتے رہیں گے اور ہم اس چیز پر کب غور کریں گے کہ یہ ہم سب کا مسئلہ ہے اور ہم نے اس کو حل کرنا ہے۔ اس پر ہمیں بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! مارٹن نوملر جرمنی میں pastor تھے ان کی ایک

بڑی اچھی نظم ہے میں سب لوگوں کے ساتھ share کروں گا انہوں نے جو کہا- وہاں پر جب holocaust والا سلسلہ شروع ہوا تو Martin Niemoller جو ایک pastor تھے، جرمنی میں انہوں نے یہ لکھا، ان کی ایک تحریر ہے جس میں انہوں نے لکھا کہ

> First they came for the Socialists and I did not speak out.
> Because I was not a Socialist.
> Then they came out for the Trade Unionists and I did not speak out.
> Because I was not a Trade Unionist.
> Then they came for me and there was no one left to speak for me.

جناب والا! یہ جو حادثات ہوتے ہیں ان کو محسوس کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ 'them' نہیں ہیں، یہ 'us' ہیں، وہ نہیں ہیں، ہم ہیں- اس پورے ملک میں جو باشندے بیٹھے ہیں، چاہے ہم مسلمان ہیں، چاہے ہم ہندو ہیں، چاہے عیسائی ہیں، چاہے ہم سکھ ہیں، کسی مذہب سے تعلق، کسی قوم سے، کسی رنگت کے ہیں، ہمیں چھوٹی چھوٹی تفریقوں سے بالاتر ہو کر سوچنا ہے، ہمیں پاکستانی بن کر سوچنا ہے- ہمیں اس درد کو محسوس کرنا ہے- یہ کسی اور کا نہیں، ہمارا درد ہے- جب کوئٹہ میں ہزارہ لوگوں والا واقعہ ہوا تھا اور وہ میتیں رکھ کر بیٹھے تھے، میں شیعہ نہیں ہوں لیکن میری آنکھوں میں بھی آنسو تھے اس لیے کہ وہاں پر انسانیت کی میتیں رکھی ہوئی تھیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں تھا- بد قسمتی سے ہمیں حکومت fail ہوتی ہوئی نظر آئی اور ہم نے یہ action لیا کہ صوبائی حکومت توڑ دی اور گورنر راج لگا دیا- کراچی میں واقعہ ہوا تو IG, DIG کو ہٹا دیا، لاہور میں ہوا تو SHO, SP کو معطل کر دیا، جناب! یہ حل نہیں ہے- ایسے واقعات کے نہ ہونے کی کوشش کرنا اس کا حل ہے- ہونے کے بعد کا عمل یہ ہے کہ پانچ لاکھ روپے کا اعلان ہوا اور پنجاب حکومت نے ان کو ایک ہی دن میں ادا بھی کر دیے لیکن ان کا نقصان پانچ لاکھ کا نہیں ہوا، یہ ان کا نہیں ہم سب کا نقصان ہے- اس سے ملک کی ساری دنیا میں بدنامی

ہوئی ہے، ہمارے سر شرم سے جھکے ہوئے ہیں کہ ہم اپنے ملک میں اقلیتوں کو تحفظ نہیں دے سکتے۔ جناب! یورپ کے ملکوں میں ہمارے مسلمان بھائی بھی اقلیت کی صورت میں بیٹھے ہیں۔ کیا ان کو تحفظ مل رہا ہے؟ جناب! ان کو تحفظ مل رہا ہے، ان لوگوں کو اس طرح سے harass نہیں کیا جا رہا۔

جناب! مسیحیوں کے ساتھ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ مجھے یاد ہے کچھ عرصہ پہلے خانیوال، شانتی نگر میں بھی اس طرح کا واقعہ ہوا تھا اور ان کے گھروں کو جلا دیا گیا تھا۔ جناب! اس کی بھی report بنی تھی، reports بنتی رہیں۔ گوجرہ میں بھی اسی قسم کا واقعہ ہوا تھا۔ جناب! یہ واقعات تسلسل سے ہو رہے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ state minorities کو security provide کرنے میں ناکام رہی ہے۔ آپ کے توسط سے میری وفاقی حکومت سے گزارش ہے، پنجاب حکومت نے تو ان کی امداد کی ہے، وفاقی حکومت بھی ان متاثرین کی امداد کا فوری اعلان کرے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جناب سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ اس واقعے کی کن الفاظ میں مذمت کی جائے یا افسوس کیا جائے۔ ہمارے ملک میں روز دہشت گردی کے واقعات ہوتے ہیں۔ روزانہ بے گناہ لوگوں کی جانیں کبھی مسلک، کبھی مذہب، کبھی زبان اور کبھی رنگ و نسل کی بنیاد پر لی جاتی ہیں۔ ہم ان ساری باتوں کی مذمت کرتے ہیں لیکن مجھے معاف کیجیے گا، میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعے کا جو سبب ہے، وہ سب سے زیادہ شرمناک ہے۔

Mr. Acting Chairman: Excuse me,

مشاہد اللہ صاحب، ایم کیو ایم والے بائیکاٹ پر ہیں، آپ کے ان سے بہت اچھے تعلقات ہیں، آپ please ان کو لے آئیں۔

سینیٹر سعید غنی: جس بنیاد پر یہ واقعہ ہوا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ ان تمام اسباب سے زیادہ شرمناک ہے جس کی وجہ سے سارے واقعات ہوئے ہیں۔ جناب! اس سے پہلے لغاری صاحب نے بھی حوالہ دیا، گوجرہ کے واقعے میں کئی لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا اور پھر اس کی FIR کٹی اور لوگ بھی nominate ہوئے۔ اس کے بعد جو complainant تھا، اس پر دباؤ ڈالا گیا اور جن لوگوں نے یہ کیا تھا، ان کا کچھ نہیں ہوا۔

(اس موقعہ پر MQM کے ارکان ایوان میں واپس آگئے)

زیادہ پرانی بات نہیں ہے، اسلام آباد میں ایک عیسائی بچی رمشہ کے حوالے سے واقعہ ہوا۔ یہاں پر بہت شور شرابہ اور ہنگامے ہوئے اور سڑکیں بھی block کی گئیں کہ اس لڑکی کو گرفتار کیا جائے۔ وہ لڑکی گرفتار ہو کر جیل چلی گئی اور case چلتا رہا لیکن جب اس کی تحقیقات ہوئیں اور حقائق سامنے آئے تو سب چپ ہو گئے۔ جناب! مجھے یہ بات اس لیے بہت خوفناک، بھیانک اور شرمناک لگتی ہے کہ ہم یہ سب کچھ نبی کریم ﷺ کی توہین کے نام پر کرتے ہیں۔ میں اور میری طرح اس ملک اور دنیا کے لاکھوں، کروڑوں اور اربوں مسلمان یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص نبی کریم ﷺ کی توہین کرے گا اور اس کو سزا نہیں ملنی چاہیے۔ اس کو سزا بالکل ملنی چاہیے لیکن اگر کوئی فرد اس توہین کے قانون کو غلط طور پر استعمال کرے اور کسی فرد کو بے گناہ ہونے کے باوجود سزا دلوانے کی کوشش کرے بلکہ وہ سزا ملنے، کسی عدالت سے مجرم ٹھہرانے سے پہلے ہی، اس کی زندگی کو خطرات میں ڈال دے، یہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ ہمارے ملک میں اپنے نبی ﷺ اور دین سے لوگوں کی جس قسم کی جذباتی وابستگی ہے، اس پر ہمیں فخر ہے لیکن جس طرح ان کو exploit کیا جاتا ہے اور اپنے چھوٹے چھوٹے ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، ہمیں اس پر ضرور بات کرنی چاہیے۔

ابھی لغاری صاحب نے کہا کہ دو لڑکے، ایک عیسائی اور ایک مسلمان روز بیٹھ کر شراب پیتے تھے اور شراب کے نشے میں ان کی آپس میں لڑائی ہو گئی۔ جس مسلمان نے شراب پی ہوئی تھی، اس نے نعوذ باللہ کہہ دیا کہ عیسائی نے حضور پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے، توہین کی ہے۔ اگر کی ہے تو اس کو ثابت ہونا چاہیے اور قانون کے مطابق سزا ملنی چاہیے لیکن اس واقعے کو بنیاد بنا کر جس انداز سے پوری community کو target کیا گیا اور اس پر سے ابھی جو پردے اٹھ رہے ہیں، جس طرح رمشہ کے case میں اٹھے اور حقیقت سامنے آئی تو وہ رمشہ پر الزام لگانے سے اور بھی زیادہ بھیانک تھی لیکن ہم نے کوئی بات نہیں کی کہ ان لوگوں کو سزا دینی چاہیے۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ جو لوگ توہین رسالت کے مرتکب ہوتے ہیں، ان کو بالکل ہمارے ملک کے قانون کے عین مطابق سزا ملنی چاہیے لیکن جو لوگ مسلمان ہونے کے باوجود اس توہین رسالت کے قانون کا غلط استعمال کرتے ہیں تو وہ جو الزامات کسی فرد پر لگاتے ہیں، ان کو دہراتے ہیں، بار بار دہراتے ہیں۔ وہ تھانے میں FIR کٹواتے وقت، عدالت میں اپنا الزام ثابت کرتے وقت، اپنے ساتھ لوگوں کو گواہ بناتے وقت اس کو دہراتے ہیں، ان لوگوں کو کیا سزا ملنی چاہیے؟ ہم ان لوگوں کے معاملے پر کیوں چپ ہو جاتے ہیں جب ان کی سزا کی بات آتی ہے؟ جب کسی پر الزام لگتا ہے تو ہم سب ایک طرف ہوتے ہیں کہ اس کو سزا ملنی چاہیے لیکن

جب اس پر الزام ثابت نہیں ہوتا تو جن لوگوں نے الزامات لگائے ہوتے ہیں، ہم ان کے متعلق چپ ہو جاتے ہیں، اس لیے کہ وہ ہمارے مسلمان بھائی ہوتے ہیں۔ جناب! اگر کسی غیر مسلم کو اس قانون کے تحت سزائے موت ملتی ہے تو ایک مسلمان کو اس قانون کا غلط استعمال کرنے کی بنیاد پر دس مرتبہ سزائے موت ملنی چاہیے۔

ہم صرف اپنے ملک، اپنے معاشرے کا تماشا نہیں بنا رہے، نعوذ باللہ ہم اپنے مذہب کو بدنام کر رہے ہیں۔ ہم پوری دنیا میں مذہب کا تماشا بنا رہے ہیں کہ ہم جو اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار اور اسلام کے اصولوں، قوانین اور شریعت کو بچانے کا سب سے بڑا دعوے دار کھتے ہیں، ہم خود ان قوانین کو گھناؤنے انداز میں استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں وہ بات دہراتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ ہم کسی شیعہ کو کافر کہہ کر مار دیتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا جرم یہ ہے کہ ہم حضور پاک ﷺ کی ذات کا استعمال اپنے گھناؤنے، چھوٹے چھوٹے ذاتی جھگڑوں کو نمٹانے کے لیے کریں۔ اگر کسی شخص کا ذاتی جھگڑا ہے، اس کو قتل کرنا اتنا بڑا جرم نہیں ہے جتنا بڑا جرم اس وقت ہوتا ہے جب حضور پاک ﷺ کا نام استعمال کر کے اس کو اپنی نفرت کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جناب! تمام علمائے کرام، صاحب دانش اور اس ملک میں لکھنے والے لوگ جو شعور رکھتے ہیں، میری ان سے گزارش ہے خدا کے لیے! ہم نے مسلکوں، زبانوں، رنگ و نسل پر قتل کر لیے، ہمارے نبی کریم ﷺ کی ذات کو ایک طرف رکھیں، رحم کریں اور ان کی ذات کو اس طرح سے تماشا نہ بنائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت شکریہ۔ حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! اس ایوان میں ہمارے عیسائی بھائیوں کی بستی پر حملہ کے موضوع پر بات ہو رہی ہے، حملے سے پہلے پولیس نے وہاں کے رہائشیوں سے کہا کہ آپ یہاں سے نکل جائیں، پھر وہاں پر حملہ ہوا۔ گھر جلا دیے گئے، تالے توڑے گئے، بچیوں کے جہیز لوٹ لیے گئے، سیف توڑ کر پیسے نکالے گئے، گھروں کا فرنیچر، پنکھے، ٹی وی، گاڑیاں، سائیکلیں، موٹر سائکلیں، رکشوں کو جلایا گیا۔ ہندوستان کے شہر گجرات میں بھی یہی کام مسلمانوں کے ساتھ ہوا تھا، مسلمانوں کے گھروں کو جلایا گیا تھا اور وہاں مسلمان شہید بھی ہوئے تھے۔ ساری دنیا نے اس کی مذمت کی تھی اور یقیناً آج ساری دنیا ہماری مذمت کر رہی ہو گی اور ہو سکتا ہے یہ معاملہ کل UNO میں بھی پیش ہو جائے کہ پاکستان اپنی مذہبی اور لسانی اقلیتوں کو تحفظ فراہم نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین! ہمارے حضور اکرم ﷺ کے علاوہ جتنے بھی پیغمبر آئے ہیں، ان سب پر ہم ایمان لاتے ہیں، ہمیں تو حکم ہے کہ ہم اپنی کتاب قرآن حکیم کے علاوہ جتنی بھی مذہبی کتابیں اللہ نے اتاری ہیں، ان سب پر ایمان لائیں، اگر ہم کوتاہی کریں اور کسی ایک کتاب کو یا کسی پیغمبر کو ماننے سے انکار کریں تو ہمارا ایمان مکمل نہیں ہو گا۔ ایسا ہی ایک واقعہ مردان میں بھی ہوا تھا جہاں ایک چرچ پر حملہ کیا گیا تھا اور انجیل کو جلایا گیا تھا۔ کل کے واقعہ میں بھی چرچ پر حملہ کیا گیا اور وہاں پر مقدس کتابوں، انجیل، زبور، توریت کو جلایا گیا۔ مدینہ شریف میں حضور ﷺ نے وہاں پر رہنے والے عیسایوں کو تو اپنی قوم کہا اور شاید آپ کے علم میں ہو گا کہ ایران پر جب پہلا فوجی حملہ کیا گیا تو اس اسلامی فوج میں غیر مسلم بھی شامل تھے اور وہ اس فوج کا حصہ تھے۔ حضور ﷺ کی حدیث کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ ہر مسلمان قیامت تک ان کی حفاظت کرے گا اور جو ان کے ساتھ نا انصافی کرے گا اور انہیں خطرے میں ڈالے گا تو وہ ہم سے نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین! ایک dictator کے دور سے پاکستان کی liberal society میں بہت بڑی تبدیلی آئی، یہ معاملہ ضیاء الحق کے زمانے سے شروع ہوا، اس کے دور سے شیعہ سنی فساد کا آغاز ہوا۔ جس کا نتیجہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ سنی علما کو بھی شہید کیا جا رہا ہے، کوئٹہ، کراچی اور دیگر جگھوں پر شیعوں کی آبادیوں کو تباہ کیا جا رہا ہے اور انہیں شہید کیا جا رہا ہے۔ لغاری صاحب نے صحیح کہا کہ ہم کسی کو معاف نہیں کر رہے، چاہے وہ اقلیت سے تعلق رکھنے والا ہے یا اکثریت سے تعلق رکھنے والا ہے۔ کراچی میں اہلسنت والجماعت کے لوگ بھی قتل کیے جا رہے ہیں اور شیعوں کو بھی معاف نہیں کیا جا رہا، اسی طرح پاکستان میں جو دوسرے مذہبی فرقے ہیں، انہیں بھی معاف نہیں کیا جا رہا۔ باہر کے ممالک اپنی جنگ ہماری زمین پر لڑ رہے ہیں، دونوں اطراف سے پیسا آ رہا ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے تو اس بات پر حیرانی ہوتی ہے کہ ایک شرابی کے کھنے پر FIR لکھی جاتی ہے کیونکہ وہ مسلمان ہوتا ہے۔ آیا پولیس کا فرض نہیں تھا کہ جو پہلے رپورٹ درج کروا رہا تھا اسے اس جرم میں پکڑ لیتی کہ اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہے۔ یہ ایک افسوس ناک واقعہ ہے، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ شکریہ۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

Mr. Acting Chairman: The House is adjourned for 15 minutes for *Maghrib* prayers.

[The House was then adjourned for 15 minutes.]

[The House was then reassembled after Maghrib prayers with Mr. Acting Chairman (Mr. Sabir Ali Baoch) in the Chair]

Mr. Acting Chairman: Mashhadi *sahib* you are one of the mover

لیکن آپ نے تقریر کی، walkout کیا کوئی چیز رہ گئی ہے جو آپ بولنا چاہتے ہیں؟

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I would like to speak on the adjournment motion.

Mr. Acting Chairman: OK.

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: کیونکہ وہ میرے ہی point of order پر تھی۔ یہ میرا adjournment motion ہے۔

Mr. Acting chairman: It will be repetition, I think.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: No sir. I will try

پہلے تو میں adjournment motion پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I wish to move adjournment motion to discuss the matter of urgent national importance regarding the barbaric, inhuman and monstrous attack by a frenzy mob of Muslims on a poor locality known as Joseph Colony in *Badami Bagh* area of Lahore, in which Pakistanis belonging to the Christian community reside. Around 175 houses

and shops were damaged or burnt. The belongings of the poor people and shops were looted. Two Churches and Bibles of the Christian community were burnt. This was all done presumably due to personal enmity of one man settling his score with another by making allegations of blasphemy. The alleged blasphemer (allegations are yet to be substantiated) was arrested one day before and is in the police custody. The police had already moved, most of the residents, out of colony before the attack.

It is obvious, that this was well-organized, well planned and a determined drive to evict the Christians out of their homes. The land on which Joseph Colony is located is in an industrial area and there are suspicions that it was because of the vested interests of influential land grabbers who wanted this land to be vacated.

The incident has shamed the nation both at home and abroad as it is against all Islamic teachings and all norms of recognized international law and civilized behaviour. This is a flagrant example of intelligence agencies, civil and political administration of the Punjab Government. The police were bystanders and the Punjab Government just stood and let this happen. It is unfortunate that the track record of the Punjab Government has been poor when it comes to mob violence against Christians and other minorities in the Punjab. There are examples of such incidents in the past in Shantinagar, Gojra and another later incident when another Christian community was besieged by right-wing fundamentalists actively celebrating the conversion of a boy. The lack of absence of any legal and deterrent action taken against the culprits is the cause.

Muttahida Qaumi Movement strongly condemns the gruesome incident and calls upon the Punjab Provincial Government and the Federal Government to take all measures to provide

protection, relief, rehabilitation and compensation to every resident of Joseph Colony and to ensure that this land is not grabbed by influential land mafia. All houses and shops are rebuilt on the Government expense so that the residents can return and occupy their homes at the earliest.

Sir, this was my adjournment motion and I will not repeat what the honourable members have already spoken and what I spoke on the point of order.

پوائنٹ آف آرڈر کے دوران الفاظ میرے دل سے نکل رہے تھے۔

Mr. Acting Chairman: This adjournment motion has already been moved and three or four people have also made their speeches. Because it is already moved, so do you want to speak now? OK.

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: جناب! وقت آگیا ہے کہ پاکستانی عوام کو ٹھنڈے دل سے سوچنا ہے کہ نہ تو ہم نے political gain لینا ہے، نہ ہم نے لاشوں یا جلتے ہوئے گھروں پر سیاست کھیلنی ہے اور نہ ہم لوگوں نے point scoring کرنی ہے۔ ہم پاکستان کو جس طرف لے جا رہے ہیں، اس کو دیکھنا ہے۔ پاکستان کو disintegration کی طرف لے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستانی بہت resilient قوم ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم بڑے strong ہیں لیکن اگر پاکستان کے بدن پر یہی scratches لگتے رہے تو خطرہ ہے کہ we might bleed to death. ایسا نہ ہو کہ چھوٹے چھوٹے incidents چاہے کوئٹہ ہو، چاہے کوہستان ہو، چاہے مستونگ ہو، چاہے کراچی ہو، چاہے پشاور ہو، چاہے لاہور ہو، گوجرہ ہو، شانتی نگر ہو، anywhere in Pakistan یہ ایک continuous process ہے۔ یہ کون کر رہا ہے؟ پاکستانی کر رہے ہیں۔ یہ کون کر رہا ہے؟ مسلمان کر رہے ہیں۔ اس کے لیے بہانے تو لوگ بناتے ہیں، apologize بھی کرتے ہیں کیونکہ ideologically support کرتے ہیں، غلطی سے کرتے ہیں یا پھر صحیح سوچ رکھ کے کرتے ہیں کہ جی یہ تو امریکہ نے ڈرون حملہ کیا، اس لیے ایسا ہوا۔ اگر ہم امریکہ کی war on terror سے نکل جائیں تو ایسا نہیں ہو گا۔ یہ کام 1979 سے ہو رہا ہے۔ ضیاء الحق صاحب، sectarianism اور

fundamentalism کی یہ لعنت پاکستان میں چھوڑ گئے ہیں۔ The very vitals of Pakistani society are being eaten away. It is like a cancer. جب کینسر ہو تو پھر aspro کی گولی کوئی کام نہیں کرتی۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب اکٹھے ہو جائیں۔

جناب! ہم سب اپنے پاکستان کے لیے سوچیں۔ ہم یہ نہ سوچیں کہ یہ پنجاب حکومت کا failure ہے، عباس ٹاؤن میں سندھ حکومت کا failure ہے، کوئٹہ میں اتحادی حکومت کا failure ہے یا پشاور میں ANP کا failure ہے۔ یہ ہمارا failure ہے، یہ پاکستانی قوم کا failure ہے۔ یہ collectively ہماری responsibility ہے۔ ہم لوگوں نے ہر چیز کو accept کر لیا ہے۔ ہم جب دیکھتے ہیں کہ ایک شخص مارا جا رہا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اچھا وہ مارا جا رہا ہے، ہم بھول جاتے ہیں کہ آج وہ ہے تو کل ہم ہوں گے۔ آج ان کے بچے ہیں تو کل ہمارے ہوں گے۔ اگر ان کے بچے ہیں تو وہ بھی تو ہمارے بچے ہیں۔ ہمارا کرسچن بھائی بھی پاکستانی ہے۔ کوئی ہندو بھائی ہے تو وہ بھی پاکستانی ہے۔ اگر کوئی میرا مسلمان بھائی ہے تو وہ بھی پاکستانی ہے۔

اس incident کے معاملے میں کوئی بھی right thinking آدمی یہ کہنے سے انکار نہیں کرسکتا کہ پولیس کو پتا نہیں تھا۔ دو شرابیوں کی آپس کی لڑائی تھی۔ It was recorded in the police station. پولیس کا SHO جا کر residents کو گھر بھیج دیتا ہے کہ آپ لوگ یہاں سے نکل جاؤ کیونکہ کچھ ہونے والا ہے۔ تین ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں جو کہ well planned اور well organized ہیں۔ پولیس bystander ہے، صوبائی حکومت bystander ہے، intelligence fails to take action, the Government fails to take action and the Federal Government fails to take action. کیا ہوتا ہے؟ 175 گھروں کو جلایا جاتا ہے۔ یہ ایک industrial area ہے۔ بالکل ہوسکتا ہے کوئی land grabbers ہوں جنہوں نے ان کو بھڑکایا ہو کیونکہ وہ بڑی قیمتی زمین ہے اور ایسا ہوتا بھی رہا ہے کہ لوگوں کی بستیوں کو جلایا گیا ہے صرف پلازے بنانے کے لیے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے، اس رخ سے بھی معاملے کو دیکھنا چاہیے۔

جناب! واقعے کے بعد relief, rehabilitation and rebuilding غائب ہو جاتی ہیں۔ حال ہی میں کوئٹہ کے لوگوں کو جو cheques دیے گئے، وہ سب bounce ہو گئے۔ ان کو ایک دھیلا نہیں ملا۔ عباس ٹاؤن کے لوگ ابھی تک بے یار و مددگار بیٹھے ہیں۔ ان کو ابھی تک کسی قسم کا relief نہیں ملا۔ یہ بے چارے ہیں تو ہمارے بھائی، چاہے کرسچن ہیں یا کچھ بھی ہیں، ہیں تو ہمارے بھائی۔

ہمارا مذہب بھی سکھاتا ہے کہ ان کی حفاظت کرنی ہے۔ یہ ہمارے ساتھ رہتے ہیں اور ہم نے ان کے ساتھ رہنا ہے۔ They belong to this great nation of ours. ہم کیوں نہیں اکٹھے ہوتے؟ ہم تمام سیاسی جماعتیں ایک نکاتی ایجنڈے پر آ جائیں۔ اپنی باقی تمام political divides اور اپنی ideologies کو چھوڑ کر، one point پر آ جائیں کہ ہم اکٹھے ہیں۔ ہم نے دہشت گردی کو in all its forms پاکستان سے ختم کرنا ہے۔ ہمیں ایک مرتبہ یہ decide کرنا ہو گا۔ اس کے بعد ہمارے علمائے دین کا role ہے۔ ہم جتنی عزت اپنے علما کی کرتے ہیں، کوئی دنیا میں اتنی عزت نہیں کرتا۔ وہ ہمارے لیے قابلِ عزت ہیں۔ وہ ہمارے بچوں کو قرآن شریف سکھاتے ہیں، وہ ہمیں نماز سکھاتے ہیں، وہ ہمیں اچھائی اور اللہ تعالیٰ کا پیغام سکھاتے ہیں۔ ان کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔ ان کو بھی اپنے مسلک، اپنی چھوٹی چھوٹی sectarian سوچ کو چھوڑ کر، مسلمانوں کی basic teaching جو کہ اسلام سکھاتا ہے، وہ ہمارے لوگوں کو سکھائیں۔ ہر ایک کو بتائیں کہ ہر ایک آپ کا بھائی ہے، یہ آپ کے فرائض ہیں، اس طرح آپ نے رہنا ہے، اس طریقے سے پھر کہیں جا کر پاکستان کی حالت بہتر ہو گی۔ جب تک ایسا نہیں ہوتا، ہم اپنے non-Muslim پاکستانی لوگوں کے لیے رو ہی سکتے ہیں، ہم انہیں support کرسکتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

ہم درخواست کرتے ہیں کہ بےچاری Christian community اور جوزف کالونی سے تعلق رکھنے والے لوگوں پر رحم کیا جائے۔ ان کی حفاظت کی جائے۔ ان کی جتنی بھی مدد کی جاسکتی ہے، کی جائے۔ ان کو تحفظ دیا جائے۔ Protection of the life, honour and property is the basic responsibility of the Government. جو حکومت اپنی بنیادی ذمہ داری accept نہیں کرتی، اس کو کوئی حق نہیں کہ وہ rule کرے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Acting Chairman: We can understand the agony and the pain of those affected families. We need a cultural revolution in this country. Thank you very much. Robina Irfan *sahiba*.

سینیٹر روبینہ عرفان: شکریہ جناب چیئرمین۔ ہم آج ایک افسوس ناک واقعے پر بات کر رہے ہیں۔ پاکستان اسلامی ملک ہے اور میں ایک مسلمان ہوں، لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ۔ ہمیں ہمارا مذہب یہ نہیں سکھاتا کہ جو ہمارے ہمسایہ ہیں، چاہے وہ کسی بھی قوم، مذہب، رنگ یا نسل سے تعلق

رکھتے ہیں، اگر وہ minority میں ہیں تو ان پر ظلم کیا جائے۔ ہمارا مذہب بھائی چارے، محبت، امن کا مذہب ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ this was a barbaric act, یہ مسلمان نہیں ہیں، اس واقعے کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہو گی۔ I want to make a change in this concept that minorities اور اکثریت، ہم سب پاکستانی ہیں، یہ پاکستان ہمارا ہے، یہاں اکثریت اور اقلیت کی بات نہیں ہے۔ جب آپ ووٹ ڈالتے ہیں تو گنتی میں وہ ایک ووٹ ہوتا ہے، وہاں اکثریت اور اقلیت کا نام نہیں لیا جاتا۔ ہمیں سب سے پہلے مسلمان اور پاکستانی ہونے پر فخر ہونا چاہیے مگر وہ مسلمان جنہوں نے یہ act کیا ہے، میں انہیں condemn کرتی ہوں اور حکومت سے کہتی ہوں کہ انہیں سخت سے سخت سزا دی جائے۔ پولیس جب ان لوگوں کو کہتی ہے کہ آپ اپنے گھروں سے نکل جائیں کیونکہ آپ پر attack ہونے والا ہے، اگر پولیس کو یہ معلوم تھا کہ لوگ آ رہے ہیں اور ان کے گھروں پر حملہ کریں گے تو why could not they give them safety? ان کی حفاظت کیوں نہیں کی گئی؟ جب پولیس کو ساری بات معلوم تھی تو where did the law and order vanish? Today where is the Interior Minister? اب یہاں ہمیں یہ نہ کہا جائے کہ آج بھی ان کا گلہ خراب ہے۔ کوئٹہ میں جو کچھ ہوا، پشاور میں جو کچھ ہوا، کراچی جل رہا ہے، لاہور میں جو کچھ ہوا، جناب والا! ہم اس ملک میں کہاں جائیں؟

جناب چیئرمین! کبھی ہماری ہزارہ برادری پر، کبھی ہماری Christian community پر، کبھی ہماری ہندو برادری پر اور کبھی ہمارے مسلمانوں پر ظلم کرنے والے، یہ لوگ کون ہیں؟ ہم پر یہ قہر اللہ کی طرف سے نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کی طرف سے ہے۔ یہ police and security intelligence agencies کی ناکامی ہے، انہیں بلایا جائے and we must ask them that what was the reason of it? If it is a lapse of security then why was the security lapse? جب پولیس والے انہیں گھر خالی کرنے کا کہتے ہیں تو they should have known, they should have protected them. یہ چیز میری سمجھ سے باہر ہے، کم از کم اس کی تحقیقات تو ہونی چاہییں۔ جناب چیئرمین!

دستار کے ہر پیچ کی تحقیق ہے لازم
ہر صاحب دستار معزز نہیں ہوتا

جناب چیئرمین! ضرور ہم میں سے کسی کی کوتاہی ہو گی، چاہے وہ پنجاب حکومت ہو یا وفاقی حکومت، کسی کی بھی کوتاہی ہو، آپ اس کی تحقیقات تو کریں that what was the reason? بے چارے ہزارہ بھائی چھیاسی لاشیں لے کر چار دنوں تک وہاں بیٹھے رہے، صوبائی حکومت کو فارغ کر دیا گیا لیکن اس کے بعد کیا ہوا؟ Then what happened? Nobody was caught. ایک اعلان ہوتا ہے اور چار آدمی کہہ دیتے ہیں کہ ہم اس act کے ذمہ دار ہیں but where was it? ہماری intelligence agencies ناکام ہو چکی ہیں۔ ہماری political forces کو چاہیے کہ وہ آگے آئیں، یہ ان کا کام ہے۔ جس طرح یہ لوگ عوام کی کرسیوں پر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو تحفظ دینا ان ہی لوگوں کا کام ہے جو آج یہاں عوام کی کرسیوں پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ Do they want us to flee from Pakistan? جس طرح آسٹریلیا نے ہزارہ برادری کے پچیس سو لوگوں کو offer کی کہ آپ آئیں، ہم آپ کو آسٹریلیا کی citizenship دیتے ہیں، وہاں ہم آپ کو protection دیں گے، کل بیس دوسرے ممالک آ جائیں گے اور ہمارے لوگ ایسے ہی ہجرت کریں گے۔ یہ سارا قہر صرف ہم پاکستانیوں پر ہی کیوں ہے؟ کیونکہ ہم پاکستانی ہیں اور ہم یہ ظلم سہہ لیں گے کہ ہمارے اوپر کوئی بھی force یا کوئی بھی ملک آئے اور ہم پر اپنی dominance دکھائے۔ We are not scared of anybody, یہ ایک آزاد اور مسلمان ملک ہے۔ ہر state کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کرے۔ Where is the state today? Where is the Interior Minister today? جناب والا! میں افسوس سے کہہ رہی ہوں کہ ہمیں ایک سال ہو گیا ہے that we have come to this august House, میرے خیال میں بلوچستان کے آنسو بھی اب سوکھ گئے ہیں۔ ہم کتنے آنسو بہائیں؟ کراچی، بلوچستان، خیبر پختونخوا اور پنجاب کے بھائیوں کے لیے ہم بول بول کر تھک گئے ہیں۔

کیا ہمارے شیر دل بشیر بلور صاحب کے قاتل پکڑے گئے؟ ہمارے ہزارہ بھائیوں کے ساتھ کیا ہوا؟ ہم ان واقعات کے چار دن بعد واپس اپنی normal life میں چلے جاتے ہیں۔ پولیس کو بلایا جائے اور intelligence agencies سے پوچھا جائے کہ وہ کیوں fail ہو گئی ہیں، یہ ان کا کام تھا۔ ٹی وی پر یہ بات تو بتائی جاتی ہے کہ چھ یا سات دنوں بعد بلوچستان میں یہ act ہونے والا ہے، پنجاب میں سات لوگ گھس آئے ہیں اور دہشت گردی کا کوئی act ہونے والا ہے۔ سندھ میں یہ ہونے والا ہے، خیبر پختونخوا میں بہت بڑا دھماکا ہونے والا ہے۔ اگر آپ کو ان سب باتوں کی معلومات ہیں تو آپ انہیں

کیوں نہیں پکڑتے that means the failure is up there, عام آدمی کے پاس تو یہ ساری چیزیں نہیں ہیں، police and intelligence agencies are paid by the state and why cannot they answer us? وہ کیوں نہیں آتے اور ہمیں briefing نہیں دیتے، اب صرف briefing سے کام نہیں چلے گا۔ آج بلوچستان کے کیا حالات ہیں؟ آپ وہاں الیکشن کی بات کرتے ہیں جبکہ وہاں کوئی باہر نہیں نکل سکتا۔ ہم پانچ یا دس سال پہلے کام کے لیے جاتے تھے تو اکیلے جاتے تھے لیکن آج پوری force or brigade کو کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں protection دیں، ہمارے آگے چلیں اور پہلے route clear کریں۔ کل کو پنجاب میں بھی یہی ہو گا، آج سندھ جل رہا ہے، خیبر پختونخوا کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، to whom do we go? یہاں آنے کے بعد I don't understand since one year, I am sorry to use this platform on this but I have to ہم کہاں جائیں؟ میں نے آپ سے request کی تھی، Leader of the House سے بھی درخواست کی تھی کہ we should go and meet the Prime Minister and the President, being a Senator from Balochistan مگر آج ایک سال ہو گیا ہے، ہم لکھ لکھ کر تنگ آ گئے ہیں، to whom do we go and speak to?

جناب والا! ہم پارٹی، رنگ، جھنڈوں یا نسل سے بالاتر ہو کر دیکھیں، ہم پاکستان کو دیکھیں، ہم سب پاکستانی ہیں۔ جو بادامی باغ میں ہوا ہے یہ تو کل کسی اور کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ تو شروعات ہیں۔ کل کو خدا نخواستہ اسلام آباد میں، Ministers' Enclave میں کوئی آ جائے تو آپ کیا کریں گے؟ ایسے incidents ہوئے ہیں۔ لوگ یہاں Constitution Avenue تک آ کر تقاریر کرتے ہیں، تین تین دن تک دھرنا دیا جاتا ہے۔ خدا نخواستہ لوگوں کا سیلاب آئے اور ہمارے ملک میں foreigners پر حملہ آور ہو جائے تو ہمارے ملک کی کتنی بدنامی ہو گی۔ آج بھی ہم پوری دنیا میں اس act سے بدنام ہو رہے ہیں۔ I condemn it.

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ شکریہ، conclude کر لیں۔ وقت تھوڑا ہے۔

سینیٹر روبینہ عرفان: بہت شکریہ، مگر please آپ اس پر کچھ action لیں اور Interior Minister سے کہیں کہ اس کو legally overall دیکھیں کہ what was the reason of that security lapse. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Right, thank you very much, Yes, Mushahid Hussain *sahib*.

Senator Mushahid Hussain Syed: Thank you very much Mr. Chairman for allowing me to speak on this topic. I think the entire nation is mourning what happened in *Badami Bagh* Lahore and I strongly condemn it also. This has been very organized, systematic act against an entire community signaling out the Christian community, non−Muslim Pakistanis who were living peacefully there and that too on an allegation which was unsubstantiated. I think we should have very strong words of condemnation for the incompetence of the Provincial Government as well as the criminal negligence of the police when they had those houses vacated on the pretext of a threat then they knew there was going to be a law and order situation and despite that they were unable to protect the houses, the shops, the residences.

Mr. Acting Chairman: Hamza *sahib,* you cannot interrupt please.

آپ مشاہد صاحب کو بولنے دیں، وہ تقریر فرما رہے ہیں۔ مشاہد صاحب جاری رکھیں۔

سینیٹر حمزہ: میرا point of order ہے۔

Mr. Acting Chairman: In the middle of the speech how can you raise a point of order? Hamza *sahib*, do not interrupt please. Mushahid *sahib*, please continue.

دیکھیں آپ کی بھی تقریر ہے اور حمزہ صاحب کی بھی ہے۔آپ ازراہ کرم تشریف رکھیں اور مشاہد صاحب کو بولنے دیں۔ حیدری صاحب، کوئی آپ کو interrupt کرے تو آپ کتنا برا مانتے ہیں۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: ویسے میں یہ کہوں گا کہ حمزہ صاحب کے point میں وزن ضرور ہے کہ سرکاری بنچوں پر کسی ذمہ دار شخص کو موجود ہونا چاہیے لیکن جناب چیئرمین ہم سمجھتے ہیں کہ you are bigger than all the Ministers put together.

Mr. Acting Chairman: Please, it is OK.

Senator Mushahid Hussain Syed: So, I would say that this is very unfortunate that whole of Pakistan's heads hang in shame and I think this is becoming a recurring pattern, Mr. Chairman. Yesterday, I was in Karachi,

میں کل کراچی گیا اور عباس ٹاؤن میں بھی گیا جہاں bomb blast ہوا ہے۔ وہ علاقہ لگ رہا تھا کہ یہ شاید بیروت کی جگہ ہے یا کوئی اور war scared place ہے۔ یہ pattern جیسے ہماری ہمشیرہ روبینہ صاحبہ نے فرمایا اور اس سے پہلے کرنل صاحب نے بھی فرمایا کہ یہ ایک pattern نظر آرہا ہے whether it is Quetta, whether it is Karachi whether it is Lahore, whether it is Peshawar, initiative is in the hands of the extremists, the miscreants and the terrorists. کہ وہ جب چاہیں جہاں چاہیں اور جس کو چاہیں strike کر سکتے ہیں۔ By the grace of God, we are a nuclear power with a huge army, with a huge security and police and intelligence apparatus. لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ initiative on war on terror is totally missing, Mr. Chairman اور primary responsibility چاہے صوبائی حکومتوں کی ہو یا وفاقی حکومت کی ہو to preserve and protect the lives of the common men اس میں مکمل طور پر ناکامی ہے۔

Mr. Chairman, I would like to propose two or three things

اور میں نے عباس ٹاؤن میں بھی دیکھا کہ ایسا واقعہ تیسری چوتھی مرتبہ اسی مقام پر ہوا ہے اور وہاں اتنی پولیس، رینجرز اور سیکورٹی تھی اور پھر بھی یہ ہو گیا and the important thing, I think we should pay tribute to whether it is people of Karachi or the people of Quetta or the people of Lahore that this issue کسی مقام پر communal or sectarian نہیں بنا۔ لاہور میں بھی عام مسلمانوں نے، عام شہریوں نے جو ان کے ساتھ رہتے ہیں متاثرین سے یکجہتی کا اظہار کیا کہ ہماری مسیحی برادری کے ساتھ اور ہمارے غیر مسلم پاکستانیوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ کوئٹہ میں بھی یہ ہوا۔ کراچی میں بھی میں نے دیکھا کہ ساری communities

میں بڑی harmony تھی، وہاں ہر community کے camps بنے تھے and I think this is very positive. There was also a camp of MQM and I went there also and express solidarity.

جناب چیئرمین! دو تین چیزیں ہیں which are evident. ایک تو دہشت گردی کے حوالے سے ہماری ریاست اور اس میں، میں کہوں گا کہ خاکی ہو یا مفتی، civil ہو یا military, Federal Government ہو یا Provincial Governments and intelligence organizations, we have failed abysmally to fashion a viable, doable counter terrorist strategy. ہمارے پاس دہشت گردی اور انتہا پسندی کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک حکمت عملی ہونی چاہیے جو ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہم انتظار کرتے ہیں کہ جب دہشت گرد strike کریں تو اس کا ردعمل کیا ہونا چاہیے۔ Reaction وہی enquiry etc ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی اچھی بات ہے کہ سپریم کورٹ نے *suo motu* notice تو لے لیا لیکن حکومت کا فرض اور

specially on this issue it is the responsibility of the Provincial Government in Lahore. It failed to deliver whether it is police or the security, it was not there. Secondly, everywhere, the good name of Islam, a great religion of peace, tolerance and harmony and the teaching of the Holy Prophet Muhammad (Peace Be Upon Him) is very clear on that. In terms of rights of the Muslims, rights of non-Muslims,

ہماری تو یہ tradition ہے جناب! کہ پیارے نبی ﷺ کے زمانے میں he gave protection to Christian and Jews اور پھر جب ان کو سپین سے نکالا گیا تو we gave protection to them in Morocco in the *Maghrib* Jews کو نکال کر، ادھر اسلام کے نام پر

I think here is the misuse of blasphemy law in the name of Islam, I am sorry, this is unacceptable. The holy name of Islam, image and our religion gives genuine rights to everyone, they have been misused.

Thirdly and finally I would like to add also the persons who committed this crime, nobody is either caught or punished. Even in the Holy Quran in Surah 'Noor' it is mentioned that

اگر کوئی کسی پر جھوٹا الزام لگائے تو اس کو اسی دُرّے لگائے جائیں۔

You have to punish that person with eighty stripes for a false allegation and we have seen and it was apparently a fight between two persons and they used a pretext of the blasphemy law and they misused that and then the result is in such a way on a huge scale. I would strongly demand that the perpetrators be caught and punished severely and immediately. There should be total compensation but there should also be a thorough enquiry at the highest level and I am glad that the Supreme Court has taken notice of that. I hope that the Punjab Government also does that, that whoever has masterminded, whoever has done that, they have damaged the image of Pakistan and the good name of Islam. So, the whole nation stands in strong condemnation and we are with our Christian brothers and sisters who have suffered at the hands of extremist mobs. Thank you very much.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Next, Daud Khan Achakzai.

سینیٹر محمد داؤد خان اچکزئی ایڈوکیٹ: شکریہ جناب چیئرمین، میں point of order پر بلوچستان کے او اور اے لیول کے طلبا و طالبات کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: داؤد صاحب، دیکھیں اس وقت جو adjournment motion move ہوا ہے اس پر تقریریں ہو رہی ہیں جب یہ ختم ہو جائیں تو پھر آپ اپنے point of order پر بول لیجئے گا۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک issue پر باتیں ہو رہی ہیں اور آپ درمیان میں کوئی اور چیز لے آئیں۔ آپ کا point of order اس کے بعد لے لیں گے۔ جی، کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں بادامی باغ کے واقعے پر اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے نہایت دکھ اور افسوس کا اظہار کرتی ہوں۔ جناب چیئرمین! پچھلے دنوں کئی ایسے واقعات ہوئے جنہوں نے دل ہلا دیا۔ جناب چیئرمین! اگر آپ دیکھیں تو پاکستان کا جھنڈا سبز اور سفید رنگ، کتنا خوبصورت اس کا combination ہے۔ سبز رنگ majority کے لیے اور سفید رنگ ہماری minority کے لیے ہے یعنی ہم ساتھ ساتھ ہیں۔ جناب چیئرمین! جیسا ہے کہ میں ایمان لائی اللہ پر، اس کے رسولوں پر اور اس کی کتابوں پر، یعنی مکمل یقین کے ساتھ، کتابیں کیا ہیں، زبور، انجیل، تورات اور قرآن پاک۔ جب ہم ان چار کتابوں پر ایمان لے آئے اور ہم مانتے ہیں کہ یہ چاروں کتابیں ہمارے مذہب کا لازمی جز ہیں۔ جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ ہمارے اس خوبصورت مذہب نے سکھا دیا کہ میں ایمان لائی اللہ پر اور اللہ کے رسولوں پر اور اس کی کتابوں پر۔ تو مجھے بتائیں کہ کونسی چیزیں ایسی پیچھے رہ گئی ہیں جس کے لیے ہمیں آج یہ صورت حال دیکھنی پڑی مذہب کے نام پر، کبھی آپ ان کو بلوچ کرکے مارتے ہیں، کبھی آپ پٹھان کرکے مارتے ہیں، کبھی آپ اس کو شیعہ کرکے مارتے ہیں، ابھی باری آئی ہے کہ Christian کرکے مارتے ہو۔ پوری دنیا میں ہمارا کیا image گیا ہے۔ کیا آج ہم اس چیز پر شرمندہ نہیں ہیں کہ ہمارے ساتھ رہنے والے جو ہمارے اقلیتی بھائی ہیں ان کے گھر صرف دو شرابی جا کر جلا دیں اور وہ بھی بغیر کسی تحقیق کے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ اس کے پیچھے بہت بڑی سازش ہے۔ میں مشاہد حسین صاحب کی بات کی تائید کرتی ہوں کہ یقیناً اس واقعے کی تحقیق بہت ضروری ہے۔ اگر اسی طریقے سے ہوتا رہا تو پھر کئی گھر اور جل جائیں گے۔ خدا نہ کرے کہ کوئی اور گھر جلیں۔ جناب چیئرمین! ہم جس ذات پاک کی بات کرتے ہیں، میرے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان عیسائیوں کی حفاظت کرنا، ان کے گرجا گھروں کی حفاظت کرنا اور ان کے گرجا گھروں سے کوئی چیز زبردستی اٹھا کر لے جانا منع ہے۔ ان کی بچیوں سے زبردستی شادی کرنا جب تک یہ خود راضی نہ ہوں، سخت ترین ممانعت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو قیامت کے دن میں اس کا مقدمہ لڑوں گا۔ جناب چیئرمین! کیا اس ذات پاک سے کوئی زیادہ بڑی چیز ہے جو یہ خود فرما رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں smell کر رہی ہوں کسی بہت بڑی سازش کو۔ آیا یہ ان لوگوں کی قیمتی جگہ ہے جس کو ہتھیانے کا کوئی ذریعہ ہے، آیا جس طرح انار کی پورے ملک میں پھیلی ہے ایک

پنجاب رہ گیا ہے تو وہاں پر بھی پھیلنی چاہیے۔آیا ہمارا دشمن کسی طریقے سے نہیں چاہتا ہے کہ ملک کا کوئی کونا اور کوئی جگہ محفوظ رہے۔ بلوچستان میں آپ نے دیکھا کہ دو سو، چار سو لوگوں کی شہادتیں جن کو ابھی تک accommodate نہیں کیا گیا جو کہ فوری طور پر کر دینا چاہیے۔ اسی طرح آپ نے کراچی کے عباس ٹاؤن کا واقعہ دیکھا۔ اسی طرح آپ پنجاب کا واقعہ دیکھیں۔ KPK کا واقعہ دیکھیں، وہاں بشیر بلور جیسے بندے کی شہادت دیکھیں۔ جناب چیئرمین! اسی طرح تو ملک میں کوئی کونا نہیں بچا۔ جناب چیئرمین! اس موضوع پر یقیناً بہت سے لوگ بولنا بھی چاہیں گے۔میں اپنی بات کو مختصر کر دیتی ہوں۔میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس واقعہ کی جو رپورٹ ہوئی ہے، میں چاہ رہی ہوں کہ اس House کی ایک کمیٹی بنے، جس طرح کہ پہلے ایک کمیٹی بنی تھی، مشاہد حسین صاحب کو پتا ہے۔ بے شک حاجی عدیل یا مشاہد صاحب جیسے لوگ اس کمیٹی کو head کریں۔ جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ گوجرہ کا جو واقعہ ہوا تھا۔ ہم نے باقاعدہ ایک کمیٹی کے ذریعے اس کی تحقیق کی اور تحقیق میں یہ ثابت ہوا کہ جس عورت نے یہ کام کیا ہے وہ عورت تو خود جانتی ہی نہیں تھی کہ یہ لفظ لکھا ہوا کیا ہے؟ Total ان پڑھ عورت تھی۔ جناب چیئرمین! میری ایک تجویز ہے آپ کے توسط سے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم پورے طریقے سے حقائق جانیں، مجھے یقین نہیں ہے کہ رحمٰن ملک یہاں آئیں کیونکہ پتا نہیں کہ ان کا گلا ٹھیک ہے یا نہیں ہے یا کب ٹھیک ہو گا۔ بہرحال ہمارے پورے سال تو اس میں گزر گئے۔ میں چاہ رہی ہوں کہ اس House کی ایک کمیٹی بنائیں جو وقوعہ پر جا کر مکمل تحقیق کرے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی، مشاہد اللہ خان صاحب۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں ایک حدیث نبوی ﷺ سے اپنی بات کی ابتدا کرنا چاہتا ہوں کہ "جو کسی مسلمان ریاست کے غیر مسلم شہری کو نقصان پہنچائے گا حشر کے دن اس کے خلاف وکالت میں کروں گا"۔ یہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں اور ایک اسلامی ریاست میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بادامی باغ کے واقعے کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے اور جو جو اس کے culprits ہیں ان کو بھی قرار واقعی سزا دینی چاہیے اور انشاءاللہ ضرور ملے گی لیکن جناب چیئرمین! جو کچھ ہو رہا ہے یہ تو ہونا ہی تھا۔ جو کچھ ہم نے کیا ہے اس ملک میں اور خاص طور پر ان پانچ سالوں میں، سب حکومتیں ذمہ دار ہوں گی، میں کسی کو defend نہیں کرنا چاہتا لیکن ہوتا یہ ہے کہ جب بھی کبھی کوئی واقعہ ہو جاتا ہے، بلوچستان میں جو واقعات ہوئے

ہیں وہ اسلم رئیسانی نے خود آ کر لوگوں کو نہیں مارا ہے یا عباس ٹاؤن کا واقعہ قائم علی شاہ نے نہیں کیا تھا یا KPK میں امیر حیدر ہوتی خود جا کر یہ کام نہیں کرتے یا شہباز شریف صاحب نے بادامی باغ کا واقعہ نہیں کیا لیکن دیکھا یہ جاتا ہے کہ جب اس طرح کے واقعات ظہور پزیر ہوتے ہیں تو اس کے بعد جو آگ بھڑکتی ہے اس آگ کو بجھانے کی ہم کوشش کرتے ہیں یا اس کو مزید بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ہے میرا سوال اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے آگ بجھانے کی کوشش نہیں کی ہے اور وہ آگ بھڑکتی جا رہی ہے۔ آگ کا اصول ہے کہ 100 گھر دور بھی لگی ہوئی ہو تو آخر کار آپ کے گھر تک تو پہنچتی ہے۔

آگ صیاد کے گھر تک پہنچی
کتنے شعلوں کو ہوا دی ہم نے

آگ تو ہمارے گھروں کی طرف آرہی ہے۔ آج بھی آپ دیکھیں۔ باتیں کتنی اچھی اچھی کر رہے ہیں۔ مثلاً پنجاب میں واقعہ ہوا۔ بڑی زیادتی ہے۔ اللہ نے مہربانی کی کہ وہاں پر کسی کی شہادت نہیں ہوئی لیکن ایک سو سے زیادہ مکانات جل گئے ہیں۔ عباس ٹاؤن کا واقعہ ہوا وہاں پر اب تک پورے شہر میں چندہ وصول کیا جا رہا ہے اور جو اس واقعے کے متاثرین ہیں وہ ابھی تک سڑک پر ہیں۔یہی حال بلوچستان کے واقعات کے ہیں کہ وہ سارےcheques bounce ہو گئے ہیں۔لاہور میں24 گھنٹے کے اندر اندر جو متعلقہ پولیس افسران اس کے ذمہ دار تھے وہ سارے suspend ہو گئے ہیں۔ چیف منسٹر نے دو meetings کیں اس کے بعد 24 گھنٹے کے اندر ان مکانات کی تعمیر شروع ہو گئی ہے۔ 24 گھنٹے کے اندر پانچ پانچ لاکھ روپے دے دیے گئے اور کوئی cheque bounce نہیں ہوا۔ ہو کیا رہا ہے؟ عباس ٹاؤن کا واقعہ ہو یا کوئٹہ کے واقعات ہوں یا KPK کے واقعات ہوں ان پر کوئی احتجاج نہیں ہوتا لیکن پنجاب کے واقعے پر کراچی میں احتجاج ہوتا ہے اور وہاں پر توڑ پھوڑ ہوتی ہے پھر لندن میں بھی احتجاج کیا جاتا ہے۔ یہ ہے وہ مسئلہ کہ آپ آگ کو بجھانے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں، آپ آگ کو بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب آپ خود آگ بھڑکا رہے ہیں۔ حکومت میں بیٹھے ہوئے لوگ پچھلے 20, 20 سال سے تو پھر یہ واقعات کیوں نہیں ہوں گے۔ یہاں پر ہم آکر جو ماتم کرتے ہیں کہ یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا، تقریریں کرتے ہیں اور اس کے بعد چلے جاتے ہیں اور پھر اگلا واقعہ رونما ہو جاتا ہے۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں جیسے کہتے ہیں کہ

آج کی رات ہر اک گھر کا یہی عالم ہے
آج کی رات ہر اک گھر میں صف ماتم ہے

ماتمی ہاتھ فقط سینہ زنی جانتے ہیں
ماتمی ہاتھوں سے زنجیر نہیں کٹ سکتی
زنجیر کٹے بھی تو فصیل زنداں
اتنی محکم ہے کہ رستے سے نہیں ہٹ سکتی
اور ہٹ جائے بھی بالفرض
تو اس کے آگے اور زنداں ہیں
جو اس سے بھی بڑا زنداں ہیں

جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ حاجی عدیل بیٹھے ہیں اور جہانگیر بدر صاحب بھی آگئے ہیں، جہانگیر بدر صاحب بھی وزیر نہیں ہیں۔ میرے بھائی نے کہا کہ آپ سب سے بڑے ہیں حالانکہ آپ کا حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: میں نے کہا کہ منسٹر سے بھی بڑے ہیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: میری نظر میں تو ان سے بڑا کوئی ملک میں ہے ہی نہیں لیکن اس ملک میں جو بڑے لوگ ہیں ان کی نہیں چلتی، یہی مسئلہ ہے، چھوٹے چھوٹے بونوں کی چلتی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ دیکھیں کہ ان کی نظروں میں میرا کتنا بڑا مقام ہے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: مقام ہے لیکن میرے بھائی میں یہ بھی تو گزارش کر رہا ہوں کہ بڑے بڑے لوگوں کی نہیں چلتی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: خدا کرئے ہر شخص آپ کی نظر سے دیکھے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: بڑے بڑے لوگ ہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ

کیسا کیسا بول رہے ہیں پودے جیسے لوگ
پیڑ بنے خاموش کھڑے ہیں کیسے کیسے لوگ

اسی قومی اسمبلی میں، اسی سینیٹ میں بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں لیکن زمام اقتدار بونوں کے ہاتھ میں ہے، یہ مسئلہ ہے۔ انہیں کیا پتا کہ آگ کیا ہوتی ہے، انہیں کیا پتا کہ آگ کی تکلیف کیا ہوتی ہے، انہیں کیا پتا کہ جب آگ پھیلتی ہے تو بڑے بڑے یتیم، مسکین اس کی آغوش میں آ جاتے ہیں جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ ہم تو پانچ سال سے یہی کہتے رہے کہ اگر بونوں کی جگہ بڑے لوگ ہوتے، آپ جیسے

لوگ ہوتے، مجھے کہنے میں کوئی عار نہیں ہے، ٹھیک ہے، جن کے گلے بھی ٹھیک رہتے، گلے خراب نہ ہوتے، اب تو جب وقت آتا ہے تو گلا خراب ہو جاتا ہے، یہ عجیب و غریب گلا ہے کہ دن میں چھ چھ پریس کانفرنسیں آپ کر سکتے ہیں لیکن یہاں پر آ کر آپ جواب نہیں دے سکتے۔ آپ یہ دیکھیں کہ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اب بھی point scoring ہو رہی ہے، لوگ مر رہے ہیں، لوگوں کے مکان جل رہے ہیں، ذرا آپ اپنی کارکردگی تو بتائیں کہ آپ نے کیا کیا ہے۔ آپ نے کیا کیا ہے بلوچستان میں؟ کیا کیا ہے KPK میں؟ کیا کیا ہے سندھ میں جبکہ حکومتوں میں اتنے عرصے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ جو واقعات ہوئے ہیں وہ اس کے ذمہ دار ہیں لیکن ان واقعات کے خلاف ان کا کیا عمل اور conduct ہے؟ انہوں نے کس طریقے سے ان کے خلاف react کیا ہے؟ مشاہد صاحب ہو کر آئے ہیں اور میں بھی ٹی وی پر دیکھ رہا تھا، انہوں نے وہاں جا کر اچھا کیا۔ انہوں نے وہاں دیکھا تو ابھی تک عباس ٹاؤن والوں کو کیوں پیسے نہیں ملے، مجھے بتائیں کہ اس ملک میں لوگ مرتے ہیں اور لوگ ان کے نام پر چندے اکٹھے کرنا شروع کر دیتے ہیں، پھر وہ چندے اپنی جیبوں میں ڈال لیتے ہیں، اس ملک کا تو یہ مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بدر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ صوبے کا معاملہ ہے، آپ ہی اس کا جواب دے دیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: یہ صوبائی اسمبلی ہے کہ میں اس کا جواب دوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب! وہاں پر آپ کی گورنمنٹ ہے، وہاں ن لیگ کی حکومت ہے and it is a provincial subject اور آپ ان کے بڑے لیڈر ہیں تو جواب دینا آپ کا بھی حق بنتا ہے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: اس کو صوبائی اسمبلی قرار دے دیں تو میں جواب دیتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں نے عرض کی کہ وہاں پر گھر بننے شروع ہو گئے ہیں، آپ اس طرح کی مثال دوسرے تین صوبوں کی بتائیں۔ آپ نے دیکھا کہ چوبیس گھنٹوں میں پانچ پانچ لاکھ دے دیے ہیں۔ مجھے بتائیں قاتل نہیں پکڑے جاتے، ہر روز target killing ہوتی ہے اور ہر روز کراچی میں پندرہ تا بیس لوگ مر رہے ہیں۔ لندن میں اس بات پر مظاہرہ نہیں ہوتا، عباس ٹاؤن پر مظاہرہ کیوں نہیں ہوتا، کیوں یہ پنجاب ہے اور آئندہ الیکشن نظر آ رہا ہے۔ اب ٹانگیں کانپ رہی ہیں کہ کیا ہو گا جب دو مہینوں کے بعد عوام

گریبان میں ہاتھ ڈالیں گے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اس سیلاب کو روکو جو ابھر کر آرہا ہے اور جس نے ان کو غرق کر دینا ہے۔ ذرا اب وزیر داخلہ کی گفتگو ملاحظہ فرمائیں کہ بجائے اس کے کہ آپ پانی ڈالیں لیکن sectarianمعاملات کو ابھارنے کی کوشش کرتے ہیں، اب اتنا تو چھوٹا نہیں ہونا، میں نے بونے کا لفظ استعمال کیا، ایسے ایسے کوڈو وزیر بنے ہوئے ہیں انہیں پتا ہی نہیں کہ وہ منہ سے کہہ کیا رہے ہیں، بھائی یہ قوم کا مسئلہ ہے، یہاں چاہے عباس ٹاؤن ہو یا بلوچستان کا مسئلہ ہو یہ قومی مسائل ہیں، اس میں سیاسی جماعتوں کو یا حکومتوں کو یا اپوزیشن کو اپنے مفادات سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیے۔ آپ ایک دوسرے کو گندہ کرنے کے چکر میں ہیں۔ آپ جب اس طرح کی بات کرتے ہیں تو آپ کسی سیاسی جماعت کو نقصان پہنچا ہی نہیں سکتے، آپ کی credibility کا عالم یہ ہے کہ کسی سے بھی جا کر پوچھ لیں لیکن آپ ملک کو نقصان پہنچاتے ہیں اور فائدہ بھی ان کو پہنچاتے ہیں جو دہشت گردی کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب آپ ایک شعر پر ختم کر دیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: اب ایک شعر پر ختم کر دیتے ہیں، وہ یہ ہے کہ

یہ کن نشانوں پہ ساحر نے تیر مار دیے
کہ آدمی کو نہ مارے ضمیر مار دیے
چلا دی چوک میں گولی یہ فن اسی کا ہے
حریف مر نہ سکے راہ گیر مار دیے

وما علینا الی البلاغ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آج پتا چلا کہ ہمارے چیف منسٹر پنجاب شعر کو آدھا چھوڑ دیتے ہیں، آپ ان کو اتنے بھی سخت اشعار نہ سکھائیں۔ جی مولانا عبدالغفور صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بادامی باغ لاہور کے واقعے سے یقیناً پوری قوم کا سر جھکا ہے اور ایک ایسا بلاجواز واقعہ ہوا ہے کہ جس کی ہر طبقے کے لوگ مذمت کر رہے ہیں۔ اسے اگر انتظامی حوالے سے بھی دیکھا جائے تو قابل مذمت ہے کہ اگر ایک واقعہ ہوتا ہے، ملزم پکڑا بھی جاتا ہے، اس کے بعد ڈنڈے بردار اچانک نمودار ہوتے ہیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پوری آبادی کو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں، کوئی راستے میں روکنے والا نہیں، کوئی ان کو پکڑنے والا نہیں، کوئی مدافعت کرنے والا نہیں، اسی طرح کراچی میں تسلسل کے ساتھ جو واقعات ہو رہے ہیں، بڑے بڑے واقعات بھی ہوئے ہیں جن میں بیس

افراد تک کا قتل روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ عوام الناس، لوگ، بے گناہ لوگ، راہ چلتے لوگ گولی کا نشانہ بنتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ کراچی میں اب تک سو سے زیادہ جید علما کو شہید کیا گیا ہے اور شاید آپ نے آج ملاحظہ کیا ہو گا کہ آپ کے ڈی چوک پر کراچی کے مسائل پر وفاق المدارس الالعربی پاکستان سے تعلق رکھنے والے مدارس کے طلبا اور اساتذہ جو ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے وہاں انہوں نے ایک ٹوکن دھرنا بھی دیا اور وہاں قرآن کریم کا درس دیا اور درس حدیث بھی ہوا اور حکومت پاکستان سے یہ کہا گیا کہ اگر ہمیں تحفظ فراہم نہیں کیا جائے گا تو پھر ہم آئندہ کا لائحہ عمل دیں گے لیکن ہم پر امن لوگ ہیں، اتنے سارے علما بلاوجہ، بلاجواز اور معصوم طلبا جو مدارس میں پڑھتے ہیں ان کو شہید کیا گیا اور ننھے بچے جو مدرسوں میں آکر پڑھتے ہیں اور پھر اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں، کراچی شہر کے لوگ اور وہ راستے میں شہید کیے جاتے ہیں پھر ہم بھی مجبور ہوں جائیں گے جس طرح دوسرے لوگ، دوسری تنظیمیں اس طرح کے کام کرتی ہیں تو پھر ہم بھی مجبور ہو جائیں گے۔ اس لیے میں آپ کی توجہ اس جانب بھی دلانا چاہتا ہوں کہ آج دن بھر لوگ جمع ہوئے اور اپنا احتجاج حکومت پاکستان کو ریکارڈ کرایا۔

جناب والا! اسی طرح کوئٹہ، گلگت بلتستان اور خیبر پختونخوا میں واقعات ہمارے سامنے ہو رہے ہیں۔ پانچ سال کا عرصہ جو آپ نے گزارا ہے سوائے اس کے کہ روز ہم لاشیں اٹھاتے رہے اور لوگ خون میں نہاتے رہے۔ بری معیشت ہم سب کے سامنے ہے۔ کیا اس کا علاج ہے؟ رحمان ملک صاحب گلے کی خرابی کی وجہ سے تشریف نہیں لاسکتے۔ شکر ہے آپ کا گلا تو ٹھیک ہے کبھی کبھار آپ جواب بھی دے دیتے ہیں۔ ملک صاحب دہشت گرد کی نشان دہی بھی کرتے ہیں کہ اس کا قد پانچ فٹ ہے، ساڑھے پانچ فٹ ہے یا پانچ فٹ سے اتنا انچ زیادہ ہے، اس کے بعد بتاتے ہیں اس کی داڑھی اتنی ہے، اس کے بعد بتاتے ہیں اس کا چہرہ اس طرح کا ہے، اس کے بعد بتاتے ہیں اس کی پگڑی ایسی ہے، یہ بھی بتاتے ہیں کہ اس کے پاس کیا کچھ ہے لیکن اس کو پکڑ نہیں سکتے۔ پکڑنے میں وہ ناکام ہیں، نشان دہی کرتے ہیں۔ اس لیے ہم سب یہاں پر مرض کی نشان دہی کر رہے ہیں، اس کا علاج کیا ہے؟ میرے خیال میں اب اس کا علاج حکمرانوں کے پاس بھی نہیں رہا۔ جاتے جاتے ایسے واقعات ہو رہے ہیں، اس حکومت کو کوئی نیک دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتے یا اس کی رخصتی ہونی چاہیے تھی، کہیں معصوم، مظلوم بے گناہوں کے قتل اور اس کے رد عمل میں آہ و فغاں، اس کیفیت میں اگر اس حکومت کی رخصتی ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ بڑی افسوس ناک بات ہو گی۔

جناب چیئرمین! یہ واقعات ایسے ہیں، لاہور کے واقعے کو میں نہیں سمجھتا کہ یہ دو آدمیوں کا واقعہ ہے۔ اس کے پیچھے بڑی سازش مجھے معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح ملک میں جو ایسے دلخراش واقعات ہوتے ہیں، وہ کوئی حادثہ نہیں ہے، اچانک کوئی واقعہ ہو گیا، نہیں بلکہ ان تمام واقعات کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش کارفرما ہے اور اس سازش کو بے نقاب کرنا حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے۔ مگر کیا کہیں، حکومت اس حوالے سے کس قدر فعال ہے، سنجیدہ ہے، کر گزرنے کا ارادہ رکھتی ہے اب تو شاید وہ دن بھی نہیں رہے کہ حکومت کچھ کر گزرے لیکن بہرحال جو پانچ سال ہم نے گزارے ہیں، کوئی اچھے دن نہیں گزارے۔ اچھی تاریخ رقم نہیں کر سکے، اللہ کرے کہ آئندہ ہمارے حالات درست ہوں۔ بادامی باغ لاہور کا جو واقعہ ہوا ہے اس کی ہم نے شدید مذمت کی ہے لیکن جناب چیئرمین! آپ کی خدمت میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں جب بھی بات ہوتی ہے، ایسے واقعات کو مذہب کی طرف، اسلام کی طرف، مسلمان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اب ایک آدمی اگر کلمہ پڑھتا ہے مگر کلمے کے بعد وہ کسی کو قتل بھی کرتا ہے، وہ ڈاکا بھی ڈالتا ہے، وہ چوری بھی کرتا ہے، وہ شراب بھی پیتا ہے اور وہ بہت سے غلط کام بھی کرتا ہے تو کیا وہ جو کچھ کر رہا ہوتا ہے یہ سب کچھ مذہب کی روشنی میں کر رہا ہوتا ہے یا مذہب نے اس کو اجازت دے رکھی ہے؟ اس کے مقابلے میں اگر کوئی ہندو ہے، وہ ہندو مذہب کا پیروکار ہے، اپنے آپ کو ہندو مذہب کا پیروکار ظاہر کرتا ہے۔ عیسائی ہے اپنے آپ کو اس مذہب کا پیروکار ظاہر کرتا ہے لیکن اس کے دھندے بھی اس طرح کے ہیں تو کیا ہم یہ کہیں کہ عیسائیت خراب ہے، ہم یہ کہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دین خراب ہے۔ نہیں پھر اس کردار کو اس فرد کی طرف منسوب کرو کہ جس کا اسلام تو کجا انسانیت سے بھی کوئی واسطہ نہیں ہے اور ہم یہاں پھر مذہب کو لے آتے ہیں کہ جی اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا، قرآن اجازت نہیں دیتا، حدیث میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ بابا حدیث میں کہاں پر گنجائش ہے کسی مسلمان کو قتل کرنا، کسی انسان کو قتل کرنا۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر ایک انسان کو بھی قتل کیا جاتا ہے تو اللہ کے نزدیک وہ اتنا بڑا جرم ہے، (عربی) گویا اس نے انسانیت کو قتل کر دیا۔ اسلام میں، شریعت میں، مذہب میں اس چیز کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جناب والا! میری محترم پارلیمنٹ کے ممبران سے گزارش ہو گی کہ جب بھی کوئی ایسا واقعہ ہو تو خدارا! اس کو مذہب کی طرف منسوب نہ کریں، مذہب کو اس کے ساتھ نتھی نہ کریں، اگر کوئی مذہب کا نام لے کر بھی کرتا ہے وہ غلط کرتا ہے، وہ جھوٹ بولتا ہے، مذہب میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئر مین: حسیب خان صاحب۔ وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر عبد الحسیب خان: جناب والا! جتنا وقت مشاہد بھائی نے لیا ہے میں اس سے پانچ منٹ کم لوں گا۔ شکریہ جناب چیئر مین! بات واقعی بڑی افسوس ناک ہے، میں سوچ رہا ہوں کہاں سے شروع کروں۔ مشاہد صاحب چلے گئے میں نے ان کو ایک شعر سنانا تھا۔ میں سن رہا ہوں، اس ایوان میں آئے ہوئے مجھے بھی چار سال ہو گئے ہیں، چار سال میں ہم نے بڑی مذمتیں بھی کی ہیں، میں یہ بات کہہ رہا ہوں۔

بے حسی کی دنیا سے دو سوال میرے بھی
کیوں جیا جائے، کب تلک جیا جائے
اب تو بے قیمت ہیں، گریہ بھی، تبسم بھی
دل میں ہنس لیا جائے، دل میں رو لیا جائے

جناب چیئر مین! کراچی، کوئٹہ بلوچستان، لاہور پنجاب اور پشاور خیبر پختونخوا چار سال ہم نے بڑی مذمتیں کیں، بڑی فاتحہ خوانی کی، ہزاروں لوگ شہید ہوئے، ہزاروں لوگوں کے گھر اجڑے، کئی بیوائیں ہو گئیں، کئی یتیم ہوگئے اور ہم نے اپنی ذمہ داری as a parliamentarian پوری کی اور ہم نے فاتحہ خوانی کی، تقریر کی، تقریری مقابلے کیے اور اس کے بعد کچھ آنسو بہائے، بات ختم ہو گئی۔ اس کے بعد دوسرا واقعہ ہوا، پھر وہی حرکت ہم نے کی، وہی فاتحہ خوانی، وہی مذمت اور وہی تقریریں پھر ختم۔ اس کے بعد تیسرا واقعہ، چوتھا واقعہ آج ہم یہاں پر کھڑے پھر مذمت کر رہے ہیں، پھر فاتحہ کر رہے ہیں، پھر تقاریر کر رہے ہیں۔ جناب چیئر مین! مجھے یہ کہنے دیجیے، یہ میرا ذاتی فعل ہے، کسی پر انگلی نہیں اٹھا رہا یہ سراسر منافقت ہے۔ میں منافقت کر رہا ہوں صرف مذمت کرکے، جو ذمہ داری اس House کی ہے وہ پوری نہیں کی جا رہی۔ کیوں نہیں کی جا رہی؟

جناب چیئر مین! اس House کی ذمہ داری کیا ہے؟ کیا یہ House عوام کو جوابدہ ہے؟ کیا اس House کی ذمہ داری نہیں ہے کہ عوام کے جان و مال کی حفاظت اگر نہ کی جا رہی ہو؟ اگر صوبائی حکومتیں اپنا کام نہ کر رہی ہوں؟ دس ہزار ranger وہاں پر بیٹھی ہوئی ہو اور وہ کام نہ کر رہی ہو، تنخواہیں لے رہی ہو؟ صوبائی حکومت ہو اس کے پاس کوئی Home Minister نہ ہو؟ وفاق کا Interior Minister خاموش ہو اور لاشیں گرتی رہیں؟ اگر اس کو روکنے کا کام اس House نے نہ کیا تو پھر میں

سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپنا وقت ضائع کیا، ہم نے کوئی کام عوام کے لیے نہیں کیا، ہم نے ان شہیدوں کے لیے کوئی کام نہیں کیا۔ یہ حقیقت ہے، یہ House آج فیصلہ کرے، میں نے کہا تھا کہ اب تو لوگ چلے گئے، میں کیا بات کروں۔ ایک صاحب بھاگے جا رہے تھے اور اس کے پیچھے ایک دوسرے صاحب ننگی تلوار لیے بھاگے جا رہے تھے، لوگوں نے پکڑ لیا کیا ہوا؟ کیوں جا رہے ہو؟ کہنے لگے آدھے گھنٹے سے یہ مجھے نظم سنا رہا ہے، جب میری باری آئی تو بھاگ گیا۔ تقریر کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اب ان لوگوں کو میں کیا بتاؤں۔ جناب چیئرمین! صدر صاحب کے پاس 104 آدمی جائیے، صدر صاحب کے پاس نہیں جاسکتے، اس میں کوئی رتبے کا فرق نہ پڑجائے تو وزیراعظم صاحب یہاں پر بلائے، کنٹرول روم قائم کیجیے، آپ کے پاس areas identified ہیں، آپ کے پاس لوگ identified ہیں، آپ ڈاکوؤں کو، لٹیروں کو، دہشت گردوں کو کورٹس سے چھوڑ رہے ہیں۔ وہ مار رہے ہیں، ہم سب تقریریں کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ منافقت ہے، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ منافقت سے بچنا ہے تو اس کا ایک ہی راستہ ہے Prime Minister should come tomorrow ان سے پوچھا جائے کہ وہ کیا کر رہے ہیں ان کی صوبائی حکومتیں کیا کر رہی ہیں، ان کا وزیر داخلہ کیا کر رہا ہے؟ جناب والا! خدا کا خوف کریں، مکانوں میں آگ لگ گئی ہے، لوگ باہر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ کیا یہ چاہتے ہیں کہ غریب عوام آپ کے گھر پر اور میرے گھر پر آ جائے؟ ہم کو گھر سے باہر نکال دے، جس دن ہمارے گھر کا بچہ مرے گا پھر مجھے ہوش آئے گا، پھر مجھے پتا چلے گا کہ منافقت کیا چیز ہوتی ہے، کسی کی زندگی اور موت کیا چیز ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو بتا دوں، قرآن کا فیصلہ ہے، وہ چلے گئے، حیدری صاحب بھی چلے گئے ان کی تقریر میں نے پوری سنی اور جب میرا وقت آیا تو چلے گئے (عربی) یہ منافقین جہنم کے نچلے ترین درجے میں ہوں گے، کافر اوپر کے درجے میں ہو گا۔ کیا ہم کافروں سے بدتر نہیں ہوئے۔ ہم منافق نہیں ہوئے، کہہ کچھ رہے ہیں، کر کچھ رہے ہیں۔ یہاں پر مذمت کر رہے ہیں اور باہر جا کر خاموش ہو جاتے ہیں، شام کو، رات کو ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ کراچی میں سات بج کر پانچ منٹ پر بم پھٹا، CM Sindh نو بجے دعوت کھا رہے تھے، ان کو یہ دعوت postponed کر دینی چاہیے تھی، وہاں نہیں جاسکتے تھے، law and order کے حالات خراب تھے، چیف منسٹر نہیں جاسکتا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کم از کم اپنی مصروفیات کو منسوخ کر دیتے۔ انہوں نے ٹی وی پر کہا کہ میں تو وہاں نو بجے گیا تھا۔ جناب والا! دیکھیں ظلم کی انتہا ہو گئی، میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں، اس House سے درخواست کر رہا ہوں، جو لوگ یہاں پر موجود ہیں اور جو نہیں ہیں ان کو بتا دیں، خدا کے واسطے اس

منافقت سے نکل جایے، چار سال میں نے بہت منافقت کی ہے، کوشش کروں گا کہ آئندہ دو سال نہ کروں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، اعتزاز احسن صاحب۔

سینیٹر اعتزاز احسن: شکریہ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ساری قوم کا بادامی باغ پر اور بالخصوص مسلمانوں کا سر شرم سے جھکا نہیں تو جھکا ہونا چاہیے۔ جناب چیئرمین! حیدری صاحب فرما کر گئے کہ ہر بات میں اسلام کو نہ لائیں، وہ جلانے والے کون تھے؟ گھروں کو آگ لگانے والے کون تھے؟ کیا وہ عیسائی تھے جنہوں نے اپنے گھروں کو خود آگ لگا لی؟ آخر کار وہ مسلمان تھے۔ بادشاہی مسجد میں اجتماعات ہوئے، وہاں اسلام کی بڑی بڑی باتیں ہوئیں۔ دوسری مساجد میں بھی اجتماعات ہوئے، ایک بہت بڑا mob بنا اور اس mob میں کوئی ہندو تو نہیں تھا، کوئی پارسی تو نہیں تھا، کوئی عیسائی تو نہیں تھا۔ ہم کیسے اسلام کا ذکر نہ کریں؟ ہم مسلمان ہیں اور ہم پر ذمہ داری ہے۔ ہم اس ملک کی اکثریت ہیں اور ہم پر بالکل سیدھی اور صاف ستھری ذمہ داری ہے اور اس پر یہ کہنا کہ اسلام کو آپ لے آتے ہیں۔ اسلام بےچارہ تو خود آجاتا ہے جب مسلمان ایسی حرکت کرتے ہیں۔ جب بھارت میں مسلم کش فسادات ہوتے ہیں تو کیا ہم ہندو بھارت کہہ کر نہیں پکارتے ہیں؟ کیا ہم ہندوؤں کی انتہا پسندی کی مذمت نہیں کرتے؟ ہم کرتے ہیں۔ یہ اسلام کے ماتھے پر جو داغ لگایا گیا ہے بادامی باغ میں۔ ہندوستان کے بارے میں ہم بات کرتے ہیں تو ہندوستان جو کہ ایک بہت بڑا ملک ہے اور ہم سے آٹھ گنا بڑا ملک ہے، ہر 8 یا 10 سال بعد ہندوستان کے کسی ایک کونے میں مسلم کش فسادات ضرور ہو جاتے ہیں اور بھرپور ہوتے ہیں، بڑے زوردار ہوتے ہیں، بڑے سفاک ہوتے ہیں لیکن ہندوستان میں پاکستان سے زیادہ مسلمان تو بستے ہیں، ہم نے تو یہاں ہندو کو چھوڑا ہی نہیں ہے، ہم نے تو ethnic cleansing کر دی ہوئی ہے۔ آپ کو یہاں پر کتنے ہندو نظر آتے ہیں۔ اب ہم عیسائیوں کی ethnic cleansing کرنے چلے ہیں۔ مجھے تو یہ لگتا ہے کہ ہم سب میں، بشمول میرے، ایک جانور بیٹھا ہوا ہے اور وہ جانور موقع ڈھونڈ رہا ہوتا ہے کہ کب وہ اپنی حیوانیت بھرپور انداز میں دکھائے۔ ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا ہے۔ ہم اپنے بچوں کے لیے کیا نظیریں چھوڑ کر جا رہے ہیں، کیا مثالیں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اس video میں ہر عمر کا انسان تھا۔ جہاں چھوٹے بچے تھے، وہاں جوان بھی تھے، جو عیسائی برادری کے

موٹرسائیکلوں کو اٹھا اٹھا کر نظرآتش کر رہے تھے، وہاں پر بزرگ اور بوڑھے بھی تھے، وہاں پر ہر قسم کا انسان تھا، جس کے اندر کا جانور باہر نکل آیا تھا اور یہ سب کچھ نظر آیا اور ساری دنیا میں نظر آرہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بلکہ اگر monster کہیں تو بہتر رہے گا۔

سینیٹر اعتزاز احسن: آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے، یہ monster ہی ہے۔ یہ ساری دنیا نے دیکھا۔ ہم تو سنتے تھے کہ:

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

نہنگ و اژدہاو شیر نر مارا تو کیا مارا

اصل میں تو ہمیں اپنے اندر کے موذی کو مارنا چاہیے۔ کس کے نام پر یہ سب کچھ کیا؟ اس پاک ترین ہستی، اس ہستی مقدس کے نام پر یہ سب کیا، جس کے جسد مطہر پر روزانہ ایک خاتون کوڑے کی ٹوکری پھینکا کرتی تھی۔ اس سے بڑی توہین کیا ہو سکتی ہے۔ ایک دن اس عورت نے جب کوڑے کی ٹوکری اوپر سے نہیں پھینکی تو انہوں نے دروازے پر دستک دے دی یہ پوچھنے کے لیے کہ کیا ہوا۔ وہ بی بی بیمار تو نہیں ہو گئی۔ اس مثال کو، اس روایت کو ہم بھول گئے، ہم نے چھوڑ دیا۔ اب ہم اشتعال میں آتے ہیں۔ ہم میں اشتعال بہت بڑھ گیا ہے اور آپ دیکھیں کہ قائداعظم نے جو پاکستان بنایا تھا، اس میں تو انہوں نے 11 اگست 1947 کی تقریر میں اسی سلسلے میں کچھ فرمایا تھا اور یہ تقریر ان کی ایک انتہائی اہم تقریر ہے اور یہ تین وجوہات کی وجہ سے اہم ہے۔ ایک تو قائد کا قول تھا، قائداعظم کے دوسرے قول بھی لے آتے ہیں، 1945 کے لے آتے ہیں، Radio Australia سے خطاب لے آتے ہیں لیکن قائداعظم نے کس مقام، کس فورم اور کس موقع پر یہ فرمایا۔ آپ نے آئین ساز اسمبلی میں اپنی یہ تقریر فرمائی اور کس لمحے یہ تقریر فرمائی، جس لمحے پاکستان بننے جارہا تھا کیونکہ 14 اگست کو پاکستان بننے جا رہا تھا۔ یہ قائداعظم کی سب سے مؤثر اور پر مغز تقریر ہے۔ یہ تقریر پاکستان کا grundnorm بناتی ہے۔ پاکستان کا grundnorm یعنی پاکستان کی بنیاد اس تقریر پر تھی اور قائداعظم وہ قائداعظم تھے جن کو کانوں سے بہرے بھی سنتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ سچ بول رہا ہے، ہم اس کے پیچھے ہیں۔ جن کے پیچھے ہمارے والدین تھے، جن کی call پر ہمارے بزرگوں نے جیلیں کاٹیں، صعوبتیں برداشت کیں، وہ قائداعظم کیا فرماتے ہیں، 11اگست 1947 کو مقام بھی دیکھیں اور لمحہ بھی دیکھیں۔ اب آپ نے پاکستان لے لیا، اب کوئی عیسائی عیسائی نہیں رہے گا، کوئی ہندو ہندو نہیں رہے گا، کوئی مسلمان

مسلمان نہیں رہے گا۔ مذہب کے اعتبار سے نہیں کیونکہ وہ ذاتی فعل ہے، وہ ہر شخص کا ذاتی معاملہ ہے اور ریاست کا اس معاملے میں کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ It has nothing to do with the business of the state لیکن ہم بھول جاتے ہیں کہ عیسائیوں نے پاکستان کی کیا خدمت کی۔ پاکستان میں بہتر انسان، عیسائی پیدا ہوئے جن کو ہم ethnic cleansing کر کے یہاں سے نکالنا چاہ رہے ہیں۔ ان کو گرجا گھر بنانے کی اجازت نہیں ملتی۔ جتنی مسجدیں بنتی ہیں، کم از کم ان کی آبادی کے تناسب سے ان کے گرجا گھر بننے چاہییں اور بننے دینا چاہییں۔ اس ملک میں ان کے سکولوں نے کتنی نسلوں کو پڑھایا ہے۔اے آر کارنیلئس کون تھا؟ ایک ایسا شخص جس کے فیصلے آج بھی مستند ہیں، یہاں تک کہ اسلام پر بھی اس عیسائی Chief Justice کے فیصلے مستند ہیں۔ سیسل چوہدری کون تھا؟ ایک ہوا باز تھا جس نے 1965 کی جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دیے، اس ملک کا پوری طرح دفاع کیا، اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دفاع کیا اور انہوں نے نام کمایا۔ اسی طرح سے دوسری اقلیتوں میں بھی ایسے ایسے بہتر پاکستانی، میں تو کہتا ہوں ان کو بہتر پاکستانی کہنا چاہیے، ان میں رانا بھگوان داس، دراب پٹیل بھی ہیں جو اصول پسند تھے اور اصولوں پر کھڑے رہے، نقصان اٹھایا لیکن اصول نہیں چھوڑے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کی تحسین ہونی چاہیے کہ ان کو پانچ پانچ لاکھ کے چیک مل گئے اور وہاں پر کام شروع ہو گیا ہے۔ اس کام کی بالکل تعریف کرنی چاہیے لیکن ان Chief Minister کے ساتھ جنہوں نے یہ اچھا کام کیا ہے اس شخص کی تصویر بھی اکثر آتی رہتی ہے جو اس معاملے میں مشہور ہے کہ elections کے دنوں میں اینٹیں رکھوا دیتی کہ یہ گلی اور سڑک بن جائے گی، pipes رکھوا دینے، وہ اپنے حلقے کا مشہور و معروف ٹرک پر گھی اور آٹے کی بوریاں بانٹنے والا ایسا امیدوار بھی ان ایوانوں میں رہا ہے جو آج کل ان کے ساتھ نظر آتا ہے۔ وہ اینٹیں رکھواتا تھا اور elections کے بعد ٹرک آجاتے تھے اور ساری اینٹیں اٹھا کر لے جاتے تھے۔ کہیں ایسا ہی نہ ہو، یہ حکومت تو اب جانے والی ہے، پھر کس کی حکومت آئے گی، یہ معلوم نہیں لیکن یہ ریت اور روایت بھی ہمارے ہاں رہی ہے۔

جناب! میں آخر میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں اپنے بہتر پاکستانیوں کا احترام کرنا چاہیے۔ ہمیں ان کو مسلمان کرنے۔۔۔، ابھی تو ہم مسلمانوں کو مسلمان کرنے پر لگے ہوئے ہیں۔ عباس ٹاؤن کے مسلمانوں کو جب تک وہ ہماری طرح کے مسلمان نہیں ہو جاتے، ہم مسلمان ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ دیوبندی بریلوی کو نہیں مانتا، بریلوی دیوبندی کو نہیں مانتا، منیر رپورٹ میں اس کی تفصیل لکھی گئی تھی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس لیے بھی احترام کرنا چاہیے کہ غالب نے کہا تھا؛

وفاداری بشرطِ استواری اصلِ ایماں ہے
مرے بت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو

ہندو اگر اپنے دھرم، عیسائی اپنے مذہب کا وفادار ہے تو اس کی عزت کرنی چاہیے اور اگر وہ بت خانے میں مرتا ہے تو اس کو مسجد میں، کعبے میں دفناؤ کہ وفاداری اصلِ ایماں ہے لیکن جناب چیئرمین! ہمارا یہ عالم ہے جو بادامی باغ کی وحشت اور دہشت گردی میں نظر آیا کہ افتخار عارف نے کہا؛

رحمت سیدِ لولاک ﷺ پر کامل ایماں
امت سیدِ لولاک ﷺ سے خوف آتا ہے

جناب چیئرمین! شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اعتزاز صاحب، شکریہ۔ حمزہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! کوئٹہ میں ہزارہ قبیلے کے علاقے میں دھماکا ہوا، عباس ٹاؤن میں دھماکا ہوا لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ لاہور میں عیسائیوں کی بستی پر حملہ ہوا ہے۔ وہاں دھماکا کرنے والوں کا تو پتا نہیں چلا کہ وہ کون تھے لیکن یہاں حملہ کرنے والے، آگ لگانے والے، مکان مسمار کرنے والے، یہ وقوعہ دن میں ہوا ہے۔ کوئٹہ میں ہزارہ قبائل اور عباس ٹاؤن میں شہید ہونے والوں کو معاوضہ نہیں ملا، میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی اس لحاظ سے تعریف کرتا ہوں کہ انہوں نے یہاں معاوضہ بھی دیا ہے اور مکان بنانے کا بھی وعدہ کیا ہے لیکن حقیقت اور بنیادی بات یہ ہے کہ یہ وقوعہ دن کے وقت ہوا ہے۔ میں نے، آپ نے اور ساری قوم نے دیکھنا ہے کہ شہباز شریف ایک اچھے وزیر اعلیٰ ہوتے ہوئے ان تمام لوگوں کو جنہوں نے یہ جرم کیا ہے، سزا دینے کا اہتمام کرتے ہیں؟ یہ دن کا وقوعہ ہے، گوجرہ میں بھی وقوعہ ہوا تھا، عیسائیوں کے مکان گرائے گئے تھے۔ High Court کا ایک جج بھی مقرر ہوا، اس جج نے DPO, DCO کو اس کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا اور شہباز شریف نے بیس کروڑ روپے خرچ کر کے عیسائیوں کو ایسے مکان بنا کر دیے جو ان بے چاروں کو پہلے نصیب نہیں ہوئے تھے۔ اعتزاز احسن صاحب نے جو بات کی، میں بھی مسلمان ہوں، ہم مسلمانوں نے ایسا وتیرہ اختیار کر لیا ہے کہ غیر مسلم بھی وہ کام نہیں کرتے، جو ہم کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً اٹھارہ کروڑ ہے، وہاں شیعہ سنی فسادات نہیں ہوتے، یہاں شیعہ سنی فسادات ہوتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر علمائے کرام سے کہتا ہوں کہ یہ ان کے لیے بہت بڑا challenge ہے۔ اس سے اسلام بدنام ہوتا ہے اور

پاکستان ہی نہیں پوری دنیا میں بدنام ہوتا ہے۔ اگر کوئی لندن میں مظاہرہ کرتا ہے تو ان کو حق پہنچتا ہے۔ میں آج اجلاس میں شرکت کے لیے گوجرہ سے یہاں آرہا تھا تو فیصل آباد میں عیسائی بھائیوں نے سارے علاقے کو بند کیا ہوا تھا، ٹریفک بالکل بند تھی، وہاں سے گزرا نہیں جا سکتا تھا۔ ان کو یہ حق ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب قرآن یہ کہتا ہے کہ کسی مسلمان کو نہیں بلکہ کسی انسان کو، ان انسانوں میں عیسائی، ہندو اور یہودی شامل ہیں، اگر کسی انسان کو قتل کیا جاتا ہے تو یہ انسانیت کا قتل ہے۔ ہم اسلامی سوسائٹی میں رہتے ہیں اور ہم اپنے آپ کو اسلامی مملکت بھی کہتے ہیں، وہاں پر اگر یہ واقعہ ہوتا ہے تو ہمارا یہ فرض ہے کہ جس نے جرم کیا اسے سزا دی جائے۔ یہ قرآن میں بھی آیا ہے اور حضور ﷺ کا بھی فرمان ہے کہ انہوں نے جانوروں کی حفاظت کا حکم دیا ہے، کسی جانور پر زیادہ وزن نہ لادو، اسے بھوکا نہ رکھو، اسے اذیت نہ پہنچاؤ۔

جناب چیئرمین! وزیراعلیٰ صاحب نے یہ بھی حکم دے دیا ہے کہ ہم انہیں مکانات بنا کر دیں گے۔ اللہ کا فضل ہوا ہے وہاں بے چارے عیسائی شہید نہیں ہوئے، اگر کوئی عیسائی بھی بے گناہ مارا جاتا ہے تو میں اسے شہید ہی کہوں گا۔ لاہور تو بدنام ہوا لیکن حقیقت یہ ہے تقریباً تین سال پہلے گوجرہ ساری دنیا میں بدنام ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے یہ جرم کیا ہے انہوں نے یہ ارتکاب کر کے مسلمانوں کو نہ صرف پاکستان میں بلکہ ساری دنیا میں بدنام کیا ہے۔ جن لوگوں نے یہ جرم کیا ہے ان کی باقاعدہ تحقیق و تفتیش ہونی چاہیے تاکہ جو اس کے ذمہ دار ہیں انہیں سزا دی جائے۔

جناب چیئرمین! جو وقوعہ عباس ٹاؤن کراچی میں ہوا، جن لوگوں کے گھر تباہ ہو گئے تھے، وہ خواتین جن کے رشتہ دار شہید ہو گئے تھے، وہ جب بین کر رہی تھیں، چیخ رہی تھیں، اللہ کے حضور ہاتھ پھیلا کر رو رہی تھیں تو میں آج تک ان کے چہرے نہیں بھلا سکا اور میں ساری رات سوچتا رہا کہ اے اللہ یہ پاکستان ہے۔ آپ برا نہ مانیں، میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے اور آپ کے ملک میں اتنی corruption ہے کہ جس کا کوئی حساب نہیں ہے، ہر گلی محلے میں مساجد موجود ہیں، وہاں انجمنیں نہیں بنتیں، کوئی رشوت خوروں کے خلاف آواز نہیں اٹھاتا لیکن جس قسم کے یہ واقعات ہوتے ہیں، میں علمائے کرام کو اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا لیکن ہمارے مسلمانوں نے ایک نیا طریقہ اختیار کیا ہوا ہے کہ جو بھی کوئی بات سنتا ہے وہ بغیر تحقیق اور حقائق کے یا قانونی طور پر سزا دینے کے، ہلا گلا کر کے اسلام کو بدنام کرنے کا کردار ادا کرتا ہے۔ میں خصوصی طور پر علمائے کرام سے کہوں گا کہ یہ ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ ہم حضور ﷺ سے محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں لیکن ان کے فرمودات پر

عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہم پر پاکستان کو مثالی ملک بنانے کی بہت بڑی ذمہ داری ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے فرائض کو ادا کریں۔ جیسے حسیب صاحب نے فرمایا کہ ہم میں سے اکثر لوگ مسلمان نہیں ہیں بلکہ منافق ہیں۔ اللہ کرے کہ ہمارا شمار منافقوں میں نہ ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ داؤد صاحب! آپ نے کوئٹہ کے students کے متعلق کچھ کہنا تھا۔

Point of order

A Level and O Level Students of Balochistan

سینیٹر محمد داؤد خان اچکزئی ایڈوکیٹ: جناب چیئرمین! میرا point of order بلوچستان میں جو A level and O level کے students ہیں ان سے متعلق ہے۔ British Council والے ان سے ہر سال سرینا ہوٹل میں امتحانات لیتے ہیں۔ اس سال 6 مارچ کو British Council نے ایک اعلامیہ جاری کیا ہے کہ اگر طلبا اور طالبات کراچی جا کر امتحانات دیں گے تو انہیں regular تصور کیا جائے گا اور اگر یہ لاہور یا اسلام آباد میں امتحانات دیتے ہیں تو وہ private category میں شمار ہوں گے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان students کے ہر سال بلوچستان میں ہی امتحانات ہوتے تھے، بلوچستان میں اس طرح کے حالات ہیں کہ وہاں امتحانات نہیں ہو سکتے اور کراچی کے بھی کوئی ideal حالات نہیں ہیں کہ وہاں جا کر امتحانات دیے جائیں۔ میری گزارش ہے کہ یہ students جو A & O level تک پہنچے ہیں، انہوں نے بھاری فیسیں ادا کی ہیں اور اب انہیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ یہ دوبارہ میٹرک کے امتحانات دیں۔ میرے خیال میں British Council ہماری کسی Standing Committee کے under نہیں آتی تو میں نے اس سلسلے میں اپنے سینیٹر ساتھیوں سے مشورہ کیا ہے کہ یہاں پر Senators کا وفد بنایا جائے اور وہ جا کر British Council سے ملے اور انہیں آمادہ کرے کہ وہ بلوچستان آ کر ان students سے امتحانات لیں اور وہاں پر ان کی سیکورٹی کا اچھا انتظام کیا جائے۔ وہ صرف چار پانچ لوگ وہاں آ کر امتحانات لیتے ہیں بجائے اس کے کہ سینکڑوں طلبا اور طالبات کراچی یا کہیں اور جائیں، اس سے ان کی فیملی کے لیے بھی خدشات پیدا ہوں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! ہمارے ساتھی داؤد صاحب نے جو بات کی ہے، میں اسی کے حوالے سے کہوں گا کہ جو ادارے پاکستان میں امتحانات لیتے ہیں اور پاکستانی بچے ان کے courses پڑھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ادارے پارلیمنٹ کے under آتے ہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے، ہزاروں کی تعداد میں بچے ان کے سکولوں میں پڑھتے ہیں، وہ ان سکولوں میں A level, O level کراتے ہیں اور بعض سکولوں کا Cambridge کا سسٹم ہے۔ یہ لوگ یہاں کاروبار کرتے ہیں اور اگر وہ اپنی سخت شرائط رکھتے ہیں تو بڑا مشکل ہو جائے گا۔ وہ اگر کوئٹہ میں امتحانات نہیں لے سکتے تو کراچی میں کون سا امن ہے اور اگر کراچی میں ہو گا تو regular ہو گا اور اسلام آباد اور لاہور میں private ہو گا، یہ بڑی عجیب سی بات ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ British Council کو یہاں سفارتی سہولت حاصل نہیں ہے۔ آپ British Council کے head کو طلب کر سکتے ہیں کیونکہ diplomatic رعایتیں صرف High Commission کے لوگوں کو حاصل ہیں۔ British Council تو ایک ادارہ ہے، جو بچے کو پڑھاتا ہے اور scholarship بھی دیتا ہے۔ وہ اس education system کے باقاعدہ پیسے وصول کرتا ہے۔ میرے خیال میں آپ اس معاملے کو حل کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس سلسلے میں Leader of the House کوئی assurance دیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! یہ جو education institutions ہیں they are being governed by their own laws and regulations. They are working on their own charters یہ جو غیر ملکی ادارے یہاں پر آ کر اس طرح کے امتحانات لیتے ہیں، ان سے بات چیت کی ضرورت ہے we cannot govern them اس کے لیے بہتر ہو گا کہ جو law and order enforcing agencies ہیں یہ صوبائی subject ہے وہاں پر اور وہاں کے گورنر صاحب یا وہاں کی law and order enforcing agencies ان کے ساتھ بات چیت کریں۔ اگر کہیں ہماری ضرورت پیش آئے تو ہم بھی ان کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہیں this is a matter of dialogue, negotiation and assurance ان کو یہ یقین دلایا جائے وہاں پر physically they are safe. اور اس کے لیے it is in the interest of the

Province, it is in the interest of the nation and it is in the interest of Pakistan لیکن اس سارے interest کو یکجا کرنے کے لیے ان کو on board لانے کے لیے certain assurances are needed میرے اپنے خیال میں اور وہ بات چیت کے ذریعے ہی diplomacy کو بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔پہلے back door diplomacy کے ذریعے اور پھر ایک وفد لے جا کر مل لیا جائے تا کہ پتا چل جائے what and where lies the reservation اور reservation کو دور کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی باز محمد صاحب۔

سینیٹر باز محمد خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! داؤد خان نے جو مسئلہ اٹھایا ہے کہ حالات کی وجہ سے پانچ سو بچے اور بچیاں ہیں ان کو کراچی جانا پڑے گا۔حالات خراب ہونے کی وجہ سے برٹش کونسل بلوچستان میں یا کوئٹہ میں ان کا امتحان نہیں لے سکتی۔ کراچی کے حالات کیسے ہیں وہ بھی سب کو معلوم ہے لیکن جس طرح Leader of the House نے کہا کہ گورنر صاحب اس کے انتظامات کریں، اگر گورنر صاحب کرسکتے تھے تو پھر کیوں ان بچوں کو کراچی لے جا رہے ہیں۔ہماری تو یہی request ہو گی کہ کچھ special انتظامات ایسے کر لیے جائیں---

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں Leader of the House نے یہ کہا چونکہ یہ provincial subject ہے تو سینیٹر صاحب، آپ خود، اپنے صوبے کے گورنر سے مل لیں اور اس کو جس طرح حل کرسکتے ہیں، کر لیں۔

سینیٹر باز محمد خان: جناب والا، گورنر صاحب کو تو پتا ہو گا کیونکہ وہ تو صوبے کے گورنر ہیں لیکن وہ اس مسئلے کو اٹھا نہیں رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی مشاہد صاحب۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: یہ جو مسئلہ ہے education کا and specially of Balochistan, it is a very important issue کیونکہ پہلے ہی وہ بات ہوتی ہے کہ کچھ علاقے اقتصادی حوالے سے پسماندہ ہیں اور اگر تعلیمی معیار کے حوالے سے یا تعلیمی مواقع کے حوالے سے وہ مواقع ان کو فراہم نہیں ہوں گے جو فراہم ہیں، جیسے پنجاب میں، سندھ میں، خیبر پختونخوا میں۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ جو چیئرمین ہیں سینیٹ کی خارجہ امور کمیٹی کے the honourable Senator

to His Excellency Adam لکھیں love letter وہ ایک Haji Adeel *sahib* British ان کو یہ request کریں کیونکہ جو Thomson, British High Commissioner Councilسے اس کا تعلق ہے اور ان کو لکھیں کہ یہ education کا معاملہ ہے اور اس کے لیے ہم may be the examination centre ہے issue کا security یا کرسکتے ہیں facilitate can be in a certain place or may be those who have come for examination تا کہ یہ مسئلہ حل ہو۔ ان کی بات میں بڑا وزن ہے کہ جو کوئٹہ کے لوگ ہیں، بلوچستان کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہیں ان کو اگر O–Level or A–Level کے مواقع نہیں ملیں گے that will be a denial of their fundamental right for good quality تو education تو میری یہ تجویز ہو گی کہ چیئرمین صاحب ایک خط لکھیں followed by a meeting, request a meeting with him اور وفد لے کر جائیں اس میں داؤد اچکزئی صاحب ہوں اور بلوچستان سے دوسرے دوست ہوں you are from Balochistan, you should also be there, you are a very good charmer and you are very effective in communication ماشاللہ تو I can also join him اور میں مشاہدہ کرنے کے لیے بھی ان کے ساتھ جاؤں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ بڑی اچھی تجویز ہے۔

Senator Mushahid Hussain Syed: But you try to work out a formula because the British are spending a lot on education and I think that if we have strong arguments; we can convince them to have the centre at Quetta.

Mr. Acting Chairman: Not only we write a letter but we can meet them personally also.

سینیٹر مشاہد حسین سید: یہ بھی ہے کہ letter کے ساتھ آپ personally delegation لے کر جائیں کمیٹی کا and we will go there and you should be part of that also.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: مجھے کوئی انکار نہیں ہے کہ میں خط لکھوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ son of the soil آپ ہیں، ہم آپ کے ساتھ ہوں گے آپ as a Chairman خط بھی لکھ سکتے ہیں۔ سینیٹ میں یہ بات debate بھی ہوئی ہے اور اس سلسلے میں باقی جو فرائض ہوں گے وہ ہم پورے کریں۔ مشاہد صاحب، آپ صرف مشاہدے کے لیے نہیں، مشاہد حسین بن کر جائیں گے۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: میرے خیال میں instead of the Senate Secretariat being involved the Senate Foreign Relations Committee should be involved. کیونکہ اس کمیٹی کا کام ہی خارجہ امور کا ہے۔ حاجی عدیل صاحب، یہ آپ کی بڑی اچھی فعال کمیٹی ہے ماشا اللہ I am a very humble and ordinary member of the Committee also under his leadership تو آپ یہ initiative لیں and I am willing to draft the letter also, draft کر دیں گے اور sign یہ کر لیں اور بھیج دیں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much, we will solve the problem. The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 12th March, 2013 at 10.00 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 12th March, 2013 at 10:00 a.m]